REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23

مُصلح موعودؓ نمبر

ایڈیٹر:-
منیر احمد خادم

نائبین:-
قریشی محمد فضل اللہ
محمد نسیم خان

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

جلد: ۴۴
شمارہ: ۶، ۷

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۸ و ۱۵ ر رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ   ۹ و ۱۶ ر تبلیغ ۱۳۷۴ ہش   ۹ و ۱۶ ر فروری ۱۹۹۵ء

ترقی خواہ مذہب کی ہو، خواہ مُلک کی، خواہ سیاست کی یا تمدن کی امن کے بغیر نہیں ہو سکتی

مَیں دُعا کرتا ہوں کہ ہندوستان کے باشندے خُدا کو راضی کرنے والے کام کر سکیں، اُن سے قوم کی خدمت ہو سکے مُلک کے امن اور ترقی کیلئے کوششیں کرنے والے ہوں جو ایسا کرے گا وہ دُنیا کے تاج پر ہیرا بن کر چمکے گا ــــ!!

از سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"میرے نزدیک اُس وقت تک کوئی مذہب ترقی نہیں کر سکتا، کوئی تمدن ترقی نہیں کر سکتا، کوئی سیاست ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ امن نہ ہو۔ جس طرح کھیت بغیر پانی کے ہرا نہیں ہو سکتا اسی طرح ترقی بغیر امن کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ امن ترقی کے لئے اُس پانی کی طرح ہے جس سے کھیت ہرا بھرا ہوتا ہے۔ غرض ترقی خواہ مذہب کی ہو خواہ مُلک کی۔ خواہ سیاست کی ہو خواہ تمدّن کی۔ امن کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ اور بغیر امن کے کوئی ترقی نہیں کر سکتا۔"

"اِسلام کے متعلق جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ اس میں جبر ہے بالصراحت غلط ہے۔ خدا تعالیٰ کا اس کا نام اسلام رکھنا ہی یہ بات ظاہر کرتا ہے کہ یہ مذہب جبر و تشدّد کے برخلاف صلح و آشتی کا حامی ہوگا۔ کیونکہ لفظ اِسلام کے معنے ہیں امن میں رہنا۔ اور امن دینا۔ جس مذہب کے نام کے یہ معنے ہوں کہ وہ امن ہے، امن میں رہتا ہے اور دُنیا کو امن دیتا ہے اس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ جبر کرتا ہے سراسر غلط ہے اور ناسمجھی پر دلالت کرتا ہے۔"

"مسلمانوں سے بھی مَیں کہتا ہوں کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر جھگڑو نہیں۔ اور اخلاص سے کام لو۔ وہ کام کرو جو مُلک کے لئے عزّت کا موجب ہو۔ دِلوں سے کینہ، بغض، تعصّب نکال دو خواہ وہ کینہ اور تعصّب اپنوں کے خلاف ہو خواہ غیروں کے۔ ہر قدم پر مُلک کی بھلائی کو مدِّ نظر رکھو۔ اپنے ساتھ رہنے والی قوموں کا احترام کرو۔ اُن سے محبّت اور پیار سے رہو۔

مَیں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ صُلح غلام ہو کر نہیں ہُوا کرتی۔ صُلح آزاد ہو کر ہُوا کرتی ہے۔ پس مُسلمانوں کو چاہیئے کہ تمدّنی اور سیاسی ترقی کر کے دوسری اقوام کی غلامی سے آزاد ہوں۔ دیکھو صُلح کرنے والا بندوں کے نزدیک بھی اور خُدا کے نزدیک بھی مکرّم ہوتا ہے۔ پس آپ لوگوں کو چاہیئے صلح کرنے والے کام کریں۔ صلح سے چونکہ خدا تعالیٰ کی رضا بھی حاصل ہوتی ہے اس لئے مَیں کہتا ہوں خدا کی رضاء حاصل کرنے کے لئے ہی صلح کرو۔ مَیں دُعا کرتا ہوں کہ ہندوستان کے باشندے خدا کو راضی کرنے والے کام کر سکیں۔ اُن سے قوم کی خدمت ہو سکے۔ وہ مُلک کے امن اور ترقی کے لئے کوششیں کرنے والے ہوں۔ جو ایسا کرے گا یعنی محبّت و پیار اور صلح و آشتی سے رہے گا وہ دُنیا کے تاج پر ہیرا بن کر چمکے گا۔ اور مَیں یہ چاہتا ہوں کہ خدا اس مُلک اور اس مُلک کے باشندوں کو ہیرا بنا کر چمکائے۔ اَے خدا تُو ایسا ہی کر۔ آمین۔"

(کتابچہ ہندو مُسلم فسادات ان کا علاج اور مُسلمانوں کا آئندہ طریقِ عمل)

اخبارِ احمدیّہ

لنڈن ۱۴ر فروری (ایم۔ٹی۔اے)۔ سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سوائے جمعۃ المبارک کے باقی ایّام میں ہندوستانی وقت کے مطابق شام پانچ بجے سے ساڑھے چھ بجے تک مسجد فضل لنڈن میں درس القرآن ارشاد فرما رہے ہیں جو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے ذریعہ پُوری دنیا میں سُنا اور دیکھا جا رہا ہے۔ ان دنوں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سُورۃ آل عمران کی آیت نمبر ۱۸۴ کی تفسیر بیان فرما رہے ہیں جس میں بالخصوص قرآن مجید کے حیرت انگیز معجزات کا تفصیلی تذکرہ ہو رہا ہے۔ اتوار کے دن حضور چھ بجے تک درس ارشاد فرماتے ہیں اور نصف گھنٹہ متعلقہ تفسیر پر سامعین و ناظرین کے سوالات کے جوابات ارشاد فرماتے ہیں۔ احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔

قادیان میں رمضان المبارک کی رونق

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان دنوں قادیان دار الامان میں رمضان المبارک کی بہت رونقیں ہیں۔ روزانہ صبح خدام و اطفال دُرود شریف اور دُعائیہ کلمات سے احباب کو جگاتے ہیں۔ بعد نماز فجر مسجد اقصیٰ، مسجد ناصر آباد اور مسجد دار الانوار میں درس الحدیث کا سلسلہ جاری ہے جبکہ مستورات مسجد مبارک میں نمازِ فجر ادا کرتی ہیں جہاں مسجد اقصیٰ سے براہِ راست درسِ حدیث سُنایا جاتا ہے۔ بعد نماز عشاء بہارہ مساجد میں تراویح کی نماز کا انتظام ہے۔ تمام شام حضور انور کا درس مسجد اقصیٰ میں مرد اور مسجد مبارک میں مستورات سُنتی ہیں جبکہ کثیر تعداد میں احباب اپنے گھروں میں بذریعہ ٹیلی ویژن یہ درس دیکھتے ہیں۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۹، ۱۶ تبلیغ ۱۳۷۴ ہش

ہندوستان میں امن و اتحاد کے قیام کیلئے حضرت مصلح موعودؓ کی کوششیں

آج سے سو سال قبل سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہودؑ و موعود کل اقوام عالم نے ہندوستان کی تمام قوموں بالخصوص ہندوؤں اور مسلمانوں کو امن و عافیت سے رہنے کی پرزور اور پُرخلوص اپیل کی، صرف اپیل ہی نہیں بلکہ آپ نے اس وقت ایسے عمدہ اور مفید مشورے دیئے جو کہ اس سے قبل کسی کی طرف سے نہیں دیئے گئے تھے۔ آپ نے ۱۸۹۵ء میں وائسرائے ہند کی خدمت میں ایک میموریل بھجوانے کی تجویز کی جس میں دو قسم کے قوانین بنانے کی درخواست کی۔

● ایک تو یہ کہ کوئی فریق دوسرے فریق پر ایسا حملہ یا اعتراض کرنے کا مجاز نہ ہو جو خود اُس کے اپنے مذہب پر بھی پڑتا ہو۔ کیونکہ یہ بھی ایک بڑا ذریعہ فتنہ و فساد کا ہے کہ لوگ اپنے اندر نگاہ ڈالے بغیر دوسرے مذہبوں اور اُن کے پیشواؤں پر اعتراض شروع کر دیتے ہیں۔

● دوسرے یہ کہ تمام اہل مذاہب اپنی اپنی مسلمہ و مستند مذہبی کتب کی ایک فہرست شائع کریں اور پھر کوئی بھی اعتراض کرنے والا ان مذہبی کتب سے باہر اس مذہب پر کوئی اعتراض نہ کرے۔ اس سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ کسی بھی مذہب پر ایسے اعتراض نہ کئے جائیں جو کہ اس کی مسلّمہ مذہبی کتب میں ہی نہیں ہیں۔ آپ کی یہ تجاویز اس قدر ٹھوس، موثر اور مدلّل تھیں کہ اگر ان کے مطابق اس وقت قانون بن جاتا تو اس کے نتیجہ میں ہندوستان میں مذہبی دنیا میں امن و سلامتی کی خوشگوار فضا قائم ہو سکتی تھی۔

اسی طرح آپ نے اپنی حیاتِ طیبہ کے آخر میں جو کتاب "پیغامِ صلح" کے نام سے تصنیف فرمائی اس کتاب میں بھی آپ نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو امن و سلامتی سے رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔ آپ نے ہندوؤں کو یہ فرمایا کہ وہ یہ عہد کریں کہ وہ سرورِ کائنات حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نہیں نکالیں گے۔ اور بُرے ناموں سے آپ کو یاد نہیں کریں گے۔ اس کے مقابل پر آپ نے ہندوؤں کو یقین دلایا کہ اگر وہ یہ عہد کرنے کے لئے تیار ہو جائیں تو آپؑ خود اور آپ کی تمام جماعت آئندہ سے گائے کی قربانی کو جو مسلمانوں کے لئے حلال ہے اپنے ہندو بھائیوں کے مذہبی جذبات کا خیال کرتے ہوئے ترک کر دیں گے۔

امن و سلامتی اور محبت و رواداری کی فضا کو تقویت دینے کے لئے آپؑ نے اپنی جماعت کو مزید تعلیم دی کہ اگر آپ کے مریدوں میں سے کوئی دیکھتا ہے کہ کوئی شخص کسی ہندو کے گھر کو آگ لگاتا ہے اور وہ آگ بجھانے میں مدد دینے کے لئے نہیں اُٹھتا تو وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ اسی طرح آپؑ نے فرمایا کہ اگر آپ کے پیروکاروں میں سے کوئی دیکھتا ہے کہ کوئی عیسائی کو قتل کرتا ہے اور وہ اُسے بچانے کے لئے نہیں اُٹھتا تو وہ میری جماعت میں سے نہیں ——!!

مذہبی دُنیا میں امن و سلامتی کے قیام کے انہی سُنہری اُصولوں کو آپؑ کے خلیفۂ دوم سیدنا حضرت اقدس مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے اپنے متعدد ایمان افروز اور زرّیں خطبات و ارشادات کے ذریعہ آگے بڑھایا۔ چنانچہ اس تعلق میں ۲ مارچ ۱۹۲۷ء کو بریڈلا ہال لاہور میں خان بہادر سر محمد شفیع کے۔ سی۔ ایس۔ آئی کی صدارت میں آپ نے جو معرکۃ الآراء لیکچر دیا اس کا ایک ایک لفظ آبِ زر سے لکھے جانے کے لائق ہے۔ اس لیکچر میں آپ نے ہندو مسلم اتحاد کے لئے ایسے سُنہری گُر پیش فرمائے ہیں کہ اگر آج بھی یہ دونوں قومیں ان نصیحتوں پر عمل کریں تو ہندوستان میں آئے دن برپا ہونے والے ہندو مسلم فسادات کو جڑ سے اُکھیڑا جا سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب بھی ان ہر دو قوموں میں فسادات ہوتے ہیں تو آگے بڑھ کر صرف صلح کروا دی جاتی ہے۔ لیکن یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ کونسی وجوہ ہیں جن کی بناء پر بے چینی و فسادات کی جڑیں پھوٹتی ہیں۔ جب تک ان وجوہات کو سامنے رکھ کر فسادات کی جڑ کو نہیں کاٹا جائے گا دونوں قوموں میں صرف وقتی طور پر صلح ہو گی۔ لیکن پھر جب دونوں میں سے کوئی ایک فریق بھی دوبارہ وجوہ فسادات کی جڑ کو سیراب کرے گا وہ پھر سے ہری ہو جائے گی۔ اور فساد جنگل کی زہریلی بوٹیوں کی طرح پھیل جائے گا۔ پس ضروری ہے کہ ان وجوہات کو جڑ سے اُکھیڑ دیا جائے۔

آپ نے فرمایا: ہندو مسلم فسادات بھڑکنے کی دو وجوہات ہیں۔ ان میں سے ایک تو

● سیاسی رواداری اور مساوات کا فقدان ہے۔ ہمارے سیاستدانوں میں اس قدر حوصلہ نہیں ہے کہ وہ اپنے مدِمقابل کی اچھی بات کو بھی اچھا کہہ سکیں۔ بلکہ فوراً یہی سمجھا اور سمجھایا جاتا ہے کہ مدِمقابل جو بھی بات کرے گا یا جو بھی کام کرے گا وہ غلط ہو گا۔ کیونکہ اگر اس کے اچھے کام کو اچھا کہا جائے تو اس کی ساکھ مضبوط ہو گی اور یہ برداشت نہیں۔ اور اگر وہ واقعی کوئی غلط کام کر دے تو پھر اپنے گریبان میں منہ ڈالے بغیر اس قدر شور مچایا جاتا ہے کہ الامان والحفیظ۔ اور پھر اپنی اس گندی ذہنیت کے پیچھے عوام الناس کو بھی لگا دیا جاتا ہے۔ جس سے آئے دن ملک میں فسادات پھلتے پھولتے رہتے ہیں۔ اور عوام الناس کے بلا سوچے سمجھے غلط ذہنیت کے مالک لیڈروں کے پیچھے لگ جانے کی وجہ صرف اور صرف جہالت اور علم کی کمی ہے۔ اور جب تک ہمارے ملک میں جہالت اور علم کی کمی رہے گی عوام الناس ہمیشہ ہی گندی سیاست کا شکار ہو کر گلیوں اور بازاروں میں کچلے جاتے رہیں گے۔

سیاست میں عدم رواداری کے ساتھ ساتھ سیاسی دُنیا میں عدم مساوات بھی ان خیالات کی جڑ ہے۔ قوم کی اکثریت یا اثر و رسوخ رکھنے والے لوگ ہرگز نہیں چاہتے کہ کمزور طبقے یا اقلیت کے لوگ ترقی کے میدان میں اُن کے ساتھ برابر کے شریک ہوں۔ اور پھر لمبے وقت تک عدم مساوات کا نتیجہ بے چینی اور پھر فسادات کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس بارہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:-

"ایک ملک کی مختلف قوموں کی مثال ایک سڑک کی ہے جس پر مختلف لوگ چل رہے ہوں۔ بے شک راستہ میں ہر ایک شخص کو خود ہمت کر کے آگے بڑھنا چاہیئے۔ لیکن جب یہ صورت پیدا ہو جائے کہ کچھ لوگ راستہ میں دیوار کی طرح کھڑے ہو گئے ہوں تو پچھلوں کیلئے آگے بڑھنا بالکل ناممکن ہو گا۔ ان کی سب کوششیں اکارت جائیں گی۔ پس اس وقت اگلی قوم کا فرض ہو گا کہ وہ بے شک آگے کو چلے لیکن سارا راستہ نہ روکے، دوسروں کے آگے بڑھنے کے لئے راستہ چھوڑ دے ورنہ پسماندہ قومیں کبھی ترقی نہیں کر سکتیں۔" (صـ۱۲)

● حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ہندو مسلم فسادات کی دوسری بڑی وجہ مذہبی رواداری کے فقدان کو بتلایا۔ جس طرح اس ملک میں سیاسی رواداری نہیں اسی طرح مذہبی رواداری بھی نہیں ہے۔ لوگ برداشت ہی نہیں کر سکتے کہ دوسرے کے مذہب کو اچھا کہیں بلکہ اُلٹا دماغ میں یہ خیال بیٹھ گیا ہے کہ جب تک ایک مذہب دوسرے مذہب کی بُرائی نہ کرے اُس وقت تک اس کی برتری ثابت نہیں ہو سکتی۔

مذہبی اور سیاسی دُنیا میں اس عدمِ رواداری کے یہ خطرناک نتائج نکلے ہیں کہ ہر دو قومیں یہ سمجھتی ہیں کہ ان کا مدِمقابل کوئی بھی اچھی بات کہہ ہی نہیں سکتا۔ رواداری کے فقدان کی وجہ سے ہندو یہ سمجھتے ہیں مسلمان جو کچھ کرتے ہیں بُرا کرتے ہیں اور مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ ہندو جو کچھ کرتے ہیں بُرا کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ نقص اس لئے پیدا ہوا ہے کہ قوم پرستی کے نتیجہ میں یہ خیال ہمارے دل میں راسخ ہو گیا ہے کہ دُوسروں کو گرائے بغیر ترقی ہو ہی نہیں سکتی۔

اب پھر ہمارے موجودہ امام سیدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۲۶ دسمبر ۱۹۹۴ء کے اپنے بصیرت افروز خطاب میں جو حضور نے جلسہ سالانہ قادیان کے لئے ارشاد فرمایا۔ (باقی دیکھئے صـ۲۳ پر)

ارشادِ نبوی ﷺ
اَرْشِدُوْا اَخَاكُمْ
(اپنے بھائی کو ہدایت کرو)
--- (منجانب) ---
یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ مینگو لین۔ کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

YUBA
QUALITY FOOT WEAR
کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:-
43-4028-5137-5206

درس القرآن

تمام دینوں پر اسلام کا غلبہ مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگا!

از علامہ زمخشری رحمۃ اللہ تعالیٰ

هُوَ الَّذِىْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ
لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ (الفتح: ۲۹)

ترجمہ:۔ وہ خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ تمام دینوں پر اس کو غالب کر دے اور اللہ ہی کافی گواہ ہے۔

تفسیر:۔ امام محمود بن عمر الزمخشری (وفات: ۵۳۸ھ) اپنی تفسیر "الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل" میں آیت مندرجہ بالا کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تمام دینوں پر اسلام کا غلبہ مسیح موعود کے زمانہ میں ہوگا۔ اور یہ غلبہ دلائل و براہین اور آیاتِ ربانیہ کے ذریعہ سے ہوگا۔
(تفسیر الکشاف الجزء الثالث صفحہ ۴۶۸ مطبوعہ مصر)

درس الحدیث

اسلام کے غلبہ کے لئے اللہ تعالیٰ مسیح موعود کو صالح بیٹا عطا کرے گا!

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اِلَى الْاَرْضِ يَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ۔ (مشکوٰۃ: باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوں گے آپ شادی کریں گے اور آپ کی اولاد ہوگی۔

● — اس حدیث کی تشریح میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

قَدْ اَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَسِيْحَ الْمَوْعُوْدَ يَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ فَفِيْ هٰذَا اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّ اللّٰهَ يُعْطِيْهِ وَلَدًا صَالِحًا يُشَابِهُ اَبَاهُ وَلَا يَاْبَاهُ وَيَكُوْنُ مِنْ عِبَادِهِ الْمُكْرَمِيْنَ وَالسِّرُّ فِيْ ذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُبَشِّرُ الْاَنْبِيَاءَ وَالْاَوْلِيَاءَ بِذُرِّيَّةٍ اِلَّا اِذَا قَدَّرَ تَوْلِيْدَ الصَّالِحِيْنَ۔ (آئینہ کمالات اسلام حاشیہ صفحہ ۵۷۸)

یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے ہاں اولاد ہوگی۔ اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ وہ مسیح موعود کو صالح بیٹا عطا کرے گا جو اپنے باپ کے مشابہ ہوگا اس کے برعکس نہ ہوگا۔ اور وہ اللہ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہوگا۔ اور اولاد کی بشارت عطا ہونے میں راز کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء اور اولیاء کو جب اولاد کی بشارت دیتا ہے تو اس اولاد کا صالح ہونا لازماً مقدر ہوتا ہے۔

● — آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرزندِ موعود کی درج ذیل الفاظ میں بشارت دی:۔

اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اِسْمُهٗ عَنْمُوَائِيْلُ وَبَشِيْرٌ اَنِيْقُ الشَّكْلِ دَقِيْقُ الْعَقْلِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ يَاْتِيْ مِنَ السَّمَآءِ۔ وَالْفَضْلُ يَنْزِلُ بِنُزُوْلِهٖ وَهُوَ نُوْرٌ مُبَارَكٌ وَطَيِّبٌ مِنَ الْمُطَهَّرِيْنَ يُفْشِي الْبَرَكَاتِ وَيُغَذِّي الْخَلْقَ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَيَنْصُرُ الدِّيْنَ۔
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۷۷)

یعنی — ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر ہوگا۔ وہ خوش شکل اور وجیہہ ہوگا۔ اور وہ صاحب عقل و فہم ہوگا۔ وہ آسمان سے آئے گا اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ اور وہ نور ہوگا اور برکت دیا جائے گا۔ اور مطہر لوگوں میں سے ہوگا۔ اس کی برکتیں پھیلیں گی۔ وہ مخلوق کو پاکیزہ (یعنی روحانی) غذا دے گا اور دین کا مددگار ہوگا ✧

قدرت۔ رحمت اور قربت کا نشان

المُصلح الموعُود :

پیشگوئی مصلح موعُود کے اِلہامی الفاظ

خدائے رحیم وکریم بزرگ و برتر نے جو ہر یک چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ وعزّ اسمہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ :۔

"میں تجھے ایک **رحمت کا نشان** دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرعات کو سُنا اور تیری دُعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے) تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو **قدرت** اور **رحمت** اور **قربت** کا نشان تجھے دیا جاتا ہے **فضل** اور **احسان** کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور **فتح** اور **ظفر** کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اَے **مظفر! تجھ پر سلام**۔ خدا نے یہ کہا تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجہ سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اُس کے پاک رسُول محمد مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھُلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا، ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذرّیت و نسل ہوگا۔ خوبصورت اور پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اس کا نام عمنوائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس رُوح دی گئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نُور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اس کے ساتھ **فضل** ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خُدا کی رحمت وغیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دِل کا حلیم، اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دو شنبہ ہے مبارک دو شنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاوّل و الآخر۔ مظہر الحق والعلاء۔ کانّ اللّٰہ نزل من السّماء۔ جس کا نزول بہت مُبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

ایک موعُود بیٹے کی بشارت

منظوم کلام حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

خدایا تیرے فضلوں کو کروں یاد　　بشارت تُو نے دی اور پھر یہ اولاد
کہا ہرگز نہیں ہوں گے یہ برباد　　بڑھیں گے جیسے باغوں میں ہوں شمشاد
خبر مجھ کو یہ تُو نے بارہا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

بشارت دی کہ اِک بیٹا ہے تیرا　　جو ہوگا ایک دِن محبوب میرا
کروں گا دُور اُس مہ سے اندھیرا　　دِکھاؤں گا کہ اِک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اِک دِل کی غذا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

آؤ عیسائیو!! ادھر آؤ!!!

آؤ عیسائیو!! ادھر آؤ !!! نورِ حق دیکھو راہِ حق پاؤ
جس قدر خوبیاں ہیں قرآں میں کہیں انجیل میں تو دکھلاؤ
سر پہ خالق ہے اس کو یاد کرو یونہی مخلوق کو نہ بہکاؤ
کب تلک جھوٹ سے کروگے پیار کچھ تو سچ کو بھی کام فرماؤ
کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو! کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ
عیش دُنیا سدا نہیں پیارو اس جہاں کو بقا نہیں پیارو
یہ تو رہنے کی جا نہیں پیارو کوئی اس میں رہا نہیں پیارو

(منقول از براہین احمدیہ حصہ سوم صفحہ ۲۶۸ مطبوعہ ۱۸۸۲ء)

ہر ایک پادری کو ایک ارب روپے کا انعامی چیلنج

لندن ۸ ؍ فروری (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر نے ہر اس پادری کو ایک ارب روپے انعام کے طور پر دینے کا اعلان کیا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے اتار کر دکھادے۔

حضرت امیر المؤمنین آج یہاں مسجد فضل لندن میں ماہ رمضان کے سلسلہ میں درس القرآن ارشاد فرمارہے تھے۔ حضور نے پادری ڈیری کے قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر کئے جانے والے حملوں کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ پادری مذکور نے لکھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معجزات طلب کرنے والوں کے جواب میں کوئی معجزے نہیں دکھائے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بیسیوں معجزے دکھائے۔ حضور پُرنور نے اس موقعہ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف سے دکھائے جانے والے معجزات کے بارہ میں فرمایا کہ دراصل ان میں سے اکثر معجزات بعد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام* نے تو صرف یہ کہا تھا کہ اس زمانہ کے زناکاروں کو یونا نبی کے معجزہ کے علاوہ کوئی معجزہ نہیں دکھایا جائے گا۔ اور بقول عیسائیوں کے وہ یہ معجزہ بھی دکھا نہیں سکے۔

حضور نے فرمایا جس قسم کے معجزات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں ایسے ہی معجزات ہندوؤں کی کتب میں ان کے رشیوں کے متعلق مسلمانوں کی کتب میں اولیاء اللہ کے متعلق اور سکھوں کی کتب میں ان کے گوروؤں کے متعلق بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ہندوؤں، مسلمانوں اور سکھوں کے پیش کردہ ویسے ہی معجزات کو تو جھوٹے قرار دیا جائے اور عیسائیوں کے پیش کردہ معجزات کی وجہ سے نہ صرف ان معجزات کو سچا سمجھا جائے بلکہ ان کی بناء پر حضرت عیسیٰؑ کو خدا یا خدا کا بیٹا سمجھا جائے۔

حضور نے فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اکثر معجزات تمثیلی اور تشبیہی رنگ رکھتے ہیں جیسے مُردوں کو زندہ کرنا وغیرہ جن سے مراد روحانی مردے ہیں۔ ایسے معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر دکھائے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ اگر عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کے متعلق سمجھتے ہیں کہ وہ تمثیلی نہیں بلکہ ظاہری طور پر پورے ہوئے تھے تو انجیل کی پیش کردہ حضرت عیسیٰ کی اس تعلیم کے مطابق اگر تم میں ایک رائی کے دانے برابر بھی ایمان ہے تو تم پہاڑ کو کہو گے کہ وہ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو وہ ٹل جائے گا۔ اور وہ کام جو میں کرتا ہوں تم کر سکو گے۔

ہم عیسائیوں سے کہتے ہیں کہ اگر کسی ایک عیسائی میں بھی ایک ذرہ کے برابر بھی ایمان ہے تو ان معجزات کو ظاہری طور پر آج بھی کر کے دکھائے حضور نے فرمایا کہ میں نے یورپ میں ایک پریس کانفرنس کے دوران اسلام کے خلاف اعتراض کرنے والی ایک عیسائی عورت سے یہی کہا کہ جس جگہ ہم ہیں یہاں ایک جھیل ہے اور ہم جھیل کے ایک طرف بیٹھیں گے اگر تم میں حضرت عیسیٰ پر رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہے تو تم جھیل کے دوسری طرف سے پانی پر پیدل چل کر ہماری طرف آجاؤ میں اور میری جماعت تمہاری بیعت کرلیں گے۔ اس پر وہ اس قدر مبہوت ہوئی کہ اس سے کوئی جواب بن نہ پڑتا تھا۔ حضور نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر تمام دنیا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تو صاف طور پر فرمایا ہے کہ بائیبل کی تعلیم نامکمل ہے لیکن جب استاد آئیگا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو وہ "ابدالآباد" تک تمہارے ساتھ رہے گا یعنی اس کی شریعت دائمی شریعت ہوگی۔

حضور نے فرمایا کہ اب اس جھگڑے کو پاک کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے میں نے مولویوں کو بھی یہ چیلنج دیا ہے۔ اور اب پادریوں سے بھی کہتا ہوں کہ جس مسیح ناصری کے تم منتظر ہو اُسے آسمان سے اتار کر دکھا دو اور پھر اس کے ساتھ ہی انجیل کا پیش کردہ وہ نشان بھی جو لکھا ہے کہ اس کے وقت میں سورج چاند گرہن کا نشان ہوگا پورا کر کے دکھا دو تو ہر پادری کو خواہ وہ کتنے بھی ہوں ایک ایک ارب روپیہ کی تھیلی پیش کی جائے گی۔

* کی طرف منسوب کئے گئے ہیں جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

دلداری و شفقت کا لازوال نقش المصلح الموعودؓ

"وہ دل کا حلیم ہو گا"

از مکرم منصور احمد صاحب بی۔ ٹی لندن

چند روز ہوئے ایک تقریب میں مکرم محترم کلیم خاور صاحب (جنہوں نے قرآن پاک کے مبارک الفاظ کو روسی زبان میں ڈھالا ہے) کے قرب میں نشست ملی۔ جہاں اُن کے علمی نکات اور پختہ خیالات سے خاکسار محظوظ ہوا۔ وہاں انہوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار بھی فرمایا کہ خاکسار سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جن بزرگوں کی صحبت سے مستفیض ہوا ہے۔ اُن سے ممبرانِ جماعت احمدیہ عالمگیر کو بھی آگاہ کرے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ "قادیان میں جن بزرگوں کو دیکھا۔ وہ تو بفضلِ تعالیٰ بہت سے تھے۔ مگر صغر سنی ہی تھی۔ "دارالامان" کے پاکیزہ اور مطہر ماحول کو خیر باد کہنا پڑا۔ گو اُس وقت کے بہت سے صحابہ کرام اور بزرگان دین سے ملنے۔ دیکھنے۔ اور سننے کی سعادت تو نصیب ہوئی۔ مگر اُس وقت یہ شعور کب تھا کہ ایک وقت ایسا بھی آئیگا۔ کہ اُن قیمتی لمحات کو قلمبند کرنے کا بھی ارشاد ہوگا۔ اس لئے گو اُن بزرگوں کی دید تو میسر تھی مگر اُن کے بلند اور عالی مرتبہ کے بارے میں قطعاً لاعلمی تھی۔ اور نہ ہی اُن کو اِس نقطہ نگاہ سے دیکھا تھا۔ علاوہ ازیں اگر ایسا ہو بھی جاتا۔ تو وہ قلم کہاں سے لاؤں جو اُن لمحات کی لذت کو سپرد قرطاس کر سکے۔ مگر خاور صاحب نے میری اس گزارش کو ناقابلِ التفات سمجھا۔ یا پھر اُسے میری انکساری پر محمول کیا۔ اور مکرر ارشاد فرمایا کہ "نہیں ضرور لکھو" جب مجھے راہِ فرار نظر نہ آئی تو میں نے عرض کیا کہ اگر آپ کی بات تسلیم بھی کر لوں تو ایسا نہ ہو کہ "اُسے خود نمائی سمجھا جائے"۔ تو انہوں نے یوں حوصلہ افزائی فرمائی کہ وہ باتیں۔ تو قوم کا سرمایہ ہیں۔ اور قوم تک پہنچنی چاہئیں"۔ چنانچہ اُنہی کے ایماء پر آج آغاز کر رہا ہوں۔ میں کہاں تک حق ادا کر سکوں گا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ اور اب جبکہ اس فیصلہ پر عمل کرنا ہی ٹھہرا تو سب سے اول میں اپنے پیارے آقا حضرت مصلح موعود (رضی اللہ تعالیٰ) کے ساتھ بیتی ہوئی ایک ایسی ملاقات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ جس کی لذت سے میرا دل سیراب اور روح شاداب ہے۔ چاہتا ہوں کہ اُس لذت اور مٹھاس کو تمام پیاروں اور دوستوں میں تقسیم کردوں۔ اور وہ واقعہ یہ ہے کہ

قیام دارالامان میں ہمیں یہ سہولت اور آسائش حاصل تھی کہ جب بھی دل چاہا کہ حضور سے ملاقات یا اُن کی دید حاصل ہو تو ہم بجائے اپنے محلے کی مسجد (دارالفضل) میں نماز ادا کرنے کی بجائے "مسجد مبارک" حاضر ہو جاتے۔ اور عموماً نماز مغرب کے لئے جانا اور بھی مفید اور فرحت بخش ہوتا۔ کیونکہ بعد نماز مغرب حضور اقدس مجلس علم و عرفان میں رونق افروز ہوتے۔ اور ہماری کوشش ہوتی کہ حضور اقدس کے قریب جگہ مل جائے اور اگر موقع میسر آوے تو حضور اقدس کے پاؤں دبانے کی بھی سعادت نصیب ہو۔ گو یہ اور بات ہے کہ مجھ جیسے احقر انسان کا حضور کے پاؤں دبانا آرام کی بجائے باعث تکلیف ہی نہ ہوتا ہو۔ ہوتا تھا کہ نہیں۔ واللہ اعلم۔ مگر حضور اقدس نے کبھی ہمیں یہ محسوس نہ ہونے دیا۔ بلکہ محبت اور شفقت کی نظروں سے حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔ لیکن تقسیم ملک کے بعد جب حضور لاہور تشریف لے گئے تو پھر حالات نے کچھ ایسا پلٹا کھایا کہ دارالامان والی نہ سہولتیں رہیں اور نہ ہی صحبتیں۔ پھر تو حضور اقدس کو کبھی خطبہ جمعہ یا جلسہ سالانہ کی تقاریر کے دوران قدرے دُور سے ہی دیکھنا پڑا۔ گو گردشِ حالات نے مجھے زیادہ عرصہ پاکستان نہ رہنے دیا۔ اور چند برس کراچی رہنے کے بعد خاکسار ۱۹۵۵ء میں برطانیہ چلا آیا۔ جس سے وہ دید کی رہی سہی لذت سے بھی محروم ہو گیا۔ گو حضرت اباجی (مکرم ڈیڈر رشی علی محمد صاحب بی اے بی ٹی) کی گرانقدر نصائح کے پیشِ نظر کہ "تمہارا خلیفہ وقت کیسے ساتھ ذاتی تعلق ہونا چاہیئے" خاکسار اولوالعزم مصلح موعود (رضی اللہ تعالیٰ) کی خدمت میں باقاعدگی سے عریضہ ارسال کرتا رہا۔ اور ہر جلسہ سالانہ پر بذریعہ تار "السلام علیکم" عرض کرتا رہا۔ مگر لذت دید سے محروم ہی رہا۔ اور جو مسرت حضور اقدس کے پاؤں دبانے سے حاصل ہوتی تھی۔ خواب ہو کر رہ گئی۔

> "حضور اقدس کے ارشاد پر اپنے پروگرام کا ذکر کیا اور یہ بھی عرض کر دیا کہ قادیان جا رہا ہوں ــــ قادیان کا ذکر آیا کہ غضب ہو گیا حضور اقدس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور حضور بالکل خاموش ہو گئے۔ ہم سب احباب اس اچانک تغیر پر حیران تھے۔ خاکسار تو بے حد پریشان تھا کہ مجھ سے وہ کونسی خطا سرزد ہو گئی؟ کیا غلطی ہو گئی میں دل ہی دل میں اپنے آپ کو کوس رہا تھا کہ تم سے یہ حرکت کیسے سرزد ہو گئی۔ حتیٰ کہ اس نہایت سوگوار سکوت کو حضور اقدس نے ہی توڑا اور فرمایا ــــ قادیان جاؤ۔ ضرور جاؤ۔ سب کو میرا السلام علیکم کہنا"۔

غالب خیال تھا کہ جن مقاصد کے پیشِ نظر مجھے برطانیہ آنا پڑا اُس کی مدت تین سال سے زائد نہ ہوگی۔ مگر ہم کیا اور ہمارے تخمینے کیا۔ ضروریات تھیں کہ کم ہونے کی بجائے بڑھتی جا رہی تھیں۔ جس کا نتیجہ بہر حال یہ نکلا کہ میرا قیام بتدریج بڑھتا ہی چلا گیا۔ جب بھی کبھی ہمت کر کے اتنی رقم جمع کرتا کہ کرایہ ادا کر کے حضور اقدس اور والدین سے مل لوں کہ ملک خداداد سے کسی اہم ضرورت کا ذکر ہوتا۔ جس کے پیشِ نظر میرا سفر ہیچ ہو کر رہ جاتا۔ اور پروگرام پھر التواء میں پڑ جاتا۔ اس طرح تین سال ــ پھر چار۔ پھر پانچ حتیٰ کہ نواں سال آگیا۔ مگر پاکستان جانا ممکن نظر نہ آتا۔ آخر وہ وقت آ ہی گیا کہ میں ۱۹۶۴ء میں سرزمین ربوہ میں قدم رکھ سکا۔ اور اب وہاں پہنچ کر میری خواہش بلکہ تڑپ یہ تھی کہ کسی نہ کسی طرح اپنی اوّلین گھڑی میں حضور اقدس کی قدم بوسی کو حاضر ہو جاؤں۔ چنانچہ اپنی دُھن اور لگن میں جا "قصر خلافت" حاضر ہو گیا۔ مگر وہاں حاضر ہونے پر مکرم انور صاحب (مرحوم) پرائیویٹ سیکرٹری نے یہ دلخراش خبر سنائی کہ حضور اقدس کی طبیعت بہت خراب ہے اور ملاقات کی اجازت نہیں۔ اُن کے اس ارشاد کے بعد اُس مہجور شخص کی مایوسی کا ذرا اندازہ تو کریں کہ جس نے نو سال کا طویل عرصہ اور اُس عرصہ کا ایک ایک دن گن گن کر کاٹا ہو۔ اور آمدہ ملاقات کے تصور میں اُس نے نہ جانے کتنے محل تعمیر کئے ہوں۔ کتنے قلعے بنائے ہوں۔ اور اب جبکہ محبوب کی چوکھٹ تک رسائی ہو گئی ہو تو وہ دید کی لذت سے محروم کر دیا جائے۔ چند لمحے تو اُس پر ایسے گزرے کہ جیسے وہ اس جہاں میں نہیں ہے۔ مگر پھر ذرا سنبھل کر وہ یوں ملتجی ہوا کہ "انور صاحب! خدارا کوئی سبیل نکالیں"۔ مگر وہ بے چارے بھی طبی ہدایات کے پیشِ نظر میری التجاء کے باوجود ملاقات کروانے سے مجبور و قاصر تھے۔ لاچار اور افسردہ غمگین۔ منصور۔ واپس لوٹ آیا۔ مگر اُس کا دل و دماغ کسی اور دُنیا میں تھا۔ اور لمبے عرصہ کے بعد وطن لوٹ کر آنا کچھ بے معنیٰ اور بے مقصد نظر آ رہا تھا۔ حالانکہ گرد و نواح بہت پیار کرنے والے موجود تھے۔ مگر۔ منصور۔ موجود نہ تھا۔ حاضر نہیں تھا۔ اسی کشمکش میں اُداس اور غمگین سر جھکائے بیٹھا تھا کہ میری بڑی ہمشیرہ امتہ القدیر بیگم جنہیں نہ صرف ہم "دیدی" کہتے ہیں۔ بلکہ ہمارے پیارے آقا حضرت سیدنا طاہر امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) بھی اُنہیں "دیدی" ہی کے پوتر نام سے یاد کرتے ہیں۔ وہ میرا غم ہلکا کرنے میرے پاس تشریف فرما ہوئیں۔ اور مجھ سے وجہ افسردگی معلوم کرنا چاہی۔ میں نے تمام واقعہ بیان کر دیا۔ وہ سُننے کے بعد مجھ سے فرمانے لگیں کہ لاؤ! شاید ملاقات کا راستہ نکل آئے۔ میں قدرے متعجب ہوا۔ اور اُسے بہن کی تسلی سے زیادہ اہمیت نہ دی۔ مگر میری حیرانی اور خوشی کی انتہا نہ رہی جب اُسی شام انہوں نے مجھ سے فرمایا۔ کہ "کل صبح تم حضور اقدس کی زیارت کر سکو گے"۔

انتظار کی گھڑیاں ـــ یوں بھی طویل ہوتی ہیں۔ مگر وہ رات ـــ وہ رات تھی کہ گذرنے نہ پا رہی تھی۔ خدا خدا کر کے وہ رات گذری۔ اور ہمیں بھی اس مصرعہ کا اندازہ ہوا کہ ؎

مَیں شکر کے سجدے کرتا ہوں۔ جب رات بسر ہو جاتی ہے

اور اگلے روز مقررہ وقت پر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ میری نہ صرف منتظر تھیں۔ بلکہ تیار تھیں۔ چنانچہ ہم دونوں بہن بھائی "قصرِ خلافت" کی طرف روانہ ہوئے۔ مگر اُس کے صدر دروازے کی طرف جانے کی بجائے ہم اُس دروازے کی طرف چلے جا رہے تھے۔ جہاں سے اہلِ خانہ اور گھر کے دوسرے افراد داخل ہوتے ہیں۔ مَیں حیران سا تھا اور بار بار اپنی ہمشیرہ کی طرف دیکھتا۔ مگر وہ چُپ سادھے چلی جا رہی تھیں۔ اور مَیں اُن کی قیادت میں چلا جاتا تھا۔ کہ منزلِ مقصود آ گئی۔ اور ہمیں بلا تاخیر اندر آنے کا ارشاد ہوا۔ چند لمحوں کے بعد یہ خوش کُن آواز آئی کہ "منصور صاحب! تشریف لائیے"۔ مَیں جونہی اندر داخل ہوا۔ مکرم صوبیدار منّان صاحب (افسر حفاظت) ملے۔ اُن کے ساتھ مکرم انور صاحب بھی تھے۔ اُن سے مَیں نے سوال کیا کہ "یہ سب کچھ کیسے ممکن ہوا؟" انہوں نے جواب دینے کی بجائے ایک اور کمرے۔ جو کہ اُس سے متصل تھا۔ کی طرف جانے کا ارشاد فرمایا۔ ارشاد بھی ایسی مدّھم آواز میں تھا کہ اُسے اشارہ ہی سمجھنا چاہئیے۔ اُس کمرے کے دروازے پر صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کو منتظر پایا۔ انہوں نے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ تمہارا ہاتھ تو گرم ہے ٹھیک ہے۔ اور مجھے مزید نصیحت فرمائی کہ "ملاقات ایک دو منٹ سے زیادہ نہ ہو"۔ اور پھر مجھے اُس کمرے میں بھجوا دیا۔ جہاں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہٗ تھے۔ وہاں مَیں نے کیا دیکھا۔ مَیں نے دیکھا کہ میرے آقا ایک نہایت معمولی سی چارپائی جو کہ عام رسّی سے بُنی ہوئی تھی۔ اور اُس پر سادہ سی دری اور ایک تکیہ تھا۔ اور حضور اقدس ایک ململ کے کُرتے میں ملبوس جس میں سے حضور اقدس کا شفّاف اور سفید مطہّر جسم نظر آ رہا تھا۔ نہایت بے تابی اور بے قراری سے کروٹیں بدل رہے تھے میرے خواب و خیال میں بھی نہ تھا کہ مَیں حضور اقدس کو اس حالت میں دیکھوں گا۔ ہم تو اُس مصلح موعود کو جانتے تھے کہ جس کی گرج دار آواز سے دشمنِ اسلام اپنی بلوں میں کانپ جاتے تھے۔ حضرت اقدس کی یہ حالت اور بیماری دیکھ کر پھر کمرے کا وہ خاموش اور سہما سہما ماحول ـــ آقا سے گفتگو کرنے کا کسے ہوش تھا۔ میری اشکبار آنکھوں سے برسات جاری ہو گئی مَیں کبھی حضور اقدس کو دیکھتا اور کبھی صاحبزادہ صاحب کو کہ اچانک حضور نے کروٹ لینا بند کر دیں۔ اور میری طرف غور سے دیکھا۔ چند لمحے حضور کی نظریں میرے چہرے کا جائزہ لیتی رہیں اور پھر انہوں نے اپنا پیارا ہاتھ۔ اپنا پیارا دستِ مبارک۔ میری طرف بڑھایا۔ کسے ہوش تھا کہ گویا ہوتا۔ مَیں نے اُس مطہّر ہاتھ پر والہانہ اپنی آنکھوں کو رکھ دیا۔ آنسو تھے کہ تھمتے نہ تھے۔ اک طرف عشق تھا تو دوسری طرف وقت کی کمی کا شدت سے احساس ہو رہا تھا۔ کہ "دید کی اجازت ہے۔ اور بس"۔ مگر اسی عالم میں میرے آقا نے اپنا دوسرا دستِ مبارک بھی میرے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اور مجھے اشارۃً اپنے پاس بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ مَیں نے صاحبزادہ صاحب کی طرف نگاہ اُٹھائی۔ انہوں نے بھی اشارۃً بیٹھنے کے لئے کہا۔ چنانچہ خاکسار حضور اقدس کی چارپائی پر بیٹھ گیا۔ حضور اقدس نے پھر از خود مجھ سے انگلستان کے حالات کے بارے میں دریافت کرنا شروع کیا۔ نہایت اختصار کے ساتھ خاکسار حضور کی خدمت میں عرض کرتا رہا۔ پھر انہوں نے میرے بارے میں مختلف باتیں دریافت کیں حتیٰ کہ از خود فرمانے لگے کہ "اب کیا پروگرام ہے؟"

اس تمام وقت میں حضور اقدس نے اپنا دستِ مبارک میرے ہاتھوں پر ہی رہنے دیا۔ اور حیران کُن امر یہ تھا کہ جب تک حضور گفتگو فرماتے رہے انہوں نے کوئی کروٹ نہ بدلی بلکہ بہت اطمینان اور سکون سے خاکسار کے ساتھ بے تکلف گفتگو فرماتے رہے۔ خاکسار بھی اپنی قسمت پر ناز کر رہا تھا۔ اور اُن لمحات اور حضور اقدس کے نرم ہاتھوں کی گرمی سے مسحور ہو رہا تھا۔ مَیں نے موقع کی مناسبت سے عرض کیا کہ حضور کی خدمت میں ایک تحفہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اگر حضور اجازت دیں۔ حضور کی اجازت ملنے پر مَیں نے ایک مردانہ شال جو کہ خاکسار خاص طور پر اس توقع اور اُمید پر لایا تھا کہ حضور کی خدمت میں پیش کروں گا۔ جو کہ "SHETLAND WOOL" سکاٹ لینڈ میں خاص طور پر بُنوائی گئی تھی پیش کی۔ اور عرض کی کہ کیا مَیں اُسے حضور اقدس کے شانے پر رکھ سکتا ہوں۔ حضور نے اجازت مرحمت فرمائی۔ اور لیٹے لیٹے قدرے تھوڑی سی کروٹ لی۔ مَیں نے دیکھا کہ حضور اقدس کا شانہ اُس ململ کے کُرتے کے ذرا سے ہٹ جانے سے سفید برف کی مانند تھا۔ مَیں نے اُس کا بوسہ لیا۔ اور پھر وہ شال اُن کندھوں پر رکھ دی۔ جن کندھوں نے تمام عالمِ اسلام کا بوجھ اُٹھایا ہوا تھا۔ حضور نے اُس شال کو پسند فرما کر اظہارِ خوشنودی فرمایا۔ پھر حضور اقدس کے ارشاد پر اپنے پروگرام کا ذکر کیا۔ اور یہ بھی عرض کر دیا کہ "قادیان جا رہا ہوں"۔ قادیان کا ذکر کیا آیا۔ کہ غضب ہو گیا۔ حضور اقدس کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ اور حضور بالکل خاموش ہو گئے۔ ہم سب موجود احباب اس اچانک تغیر پر حیران تھے۔ خاکسار تو بے حد پریشان ہو گیا۔ کہ مجھ سے وہ کون سی خطاء ہو گئی کیا غلطی ہو گئی مَیں دل ہی دل میں اپنے آپ کو کوس رہا تھا کہ تم سے یہ حرکت کیسے سرزد ہو گئی۔ حتیٰ کہ اُس نہایت سوگوار سکوت کو حضور اقدس نے ہی توڑا۔ اور فرمایا کہ

"قادیان جاؤ۔ ضرور جاؤ۔ سب کو میرا السلام علیکم کہنا"۔

اور پھر انہوں نے کروٹ بدلی۔ اور پھر ایک نہایت اداس سی خاموشی چھا گئی۔ مکرم صاحبزادہ صاحب نے اشارے سے باہر آنے کیلئے فرمایا۔ مجھ سے مصافحہ کیا۔ صوبیدار منان صاحب تو باہر تک چھوڑنے آئے اور مبارک باد دیتے رہے۔ اکثر سوچتا ہوں کہ وہ اولوالعزم مصلح موعود اور کہاں یہ ناچیز احقر! مگر اِس شدید بیماری کے باوجود حضور نے ایک غریب خادم کی بے پناہ دلجوئی فرمائی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

اب اِس راز سے بھی پردہ اُٹھاؤں۔ کہ اِس اَنمٹ ملاقات کا سہرا حضرت سیدہ مہر آپا اور دیدی کی گہری دوستی میں پنہاں ہے۔

اِن ہر دو بزرگوں اور پیاری ہستیوں میں کیا گفتگو ہوئی۔ واللہ اعلم۔ مجھے تو یہ معلوم ہے کہ آم بہت میٹھے تھے۔ اور مَیں ہمیشہ اِن دونوں سہیلیوں کا تہہِ دل سے مشکور ہوں ○

رمضان المبارک

چاند بھی ہے آسماں پر لے کے آیا یہ پیام ۔۔۔ مومنوں کو ہو مبارک آگیا ماہِ صیام
درِ جنّت کے کھلے ہیں اور بندھے ہیں شیطان ۔۔۔ اِس مہینہ میں ہوئے دَر بند دوزخ کے تمام
برکتوں والا مہینہ رحمتوں والے ایام ۔۔۔ زندگی میں دوستو پھر آگیا ماہِ صیام
روز و شب قرآں کی قرأت ذکرِ مولیٰ کا مدام ۔۔۔ رات کو مسجد میں تراویح میں کرنا ہے قیام
پیشتر ہی پو پھٹے سحری کا ہو گا اہتمام ۔۔۔ سارا دن روزہ سے رہنا اور افطاری ہے شام
خوابِ غفلت چھوڑ کر ہر شر سے بچنا ہے مدام ۔۔۔ اُٹھو کرو راتوں کو رکوع اور سجود و قیام
آخری عشرہ میں لیلۃ القدر کی ہو تلاش ۔۔۔ رات بھی یہ طاق راتوں میں ہی آتی ہے مدام
سب کی بخشش کیلئے کرنا دعائیں صبح و شام
کاش مبشر کا بھی اللہ کرے بہتر انجام

(محمود احمد مبشر درویش قادیان)

منظوری عہدیداران جماعت احمدیہ کالیکی

درج ذیل عہدیداران جماعت احمدیہ کالیکی کی ۳۰ جون ۹۵ء تک منظوری دی جاتی ہے۔

صدر .... مکرم شاہ دین ملک صاحب
سیکرٹری مال .... 〃 رفیع احمد صاحب
〃 تبلیغ .... 〃 پرویز جمیل صاحب

(ناظر اعلیٰ قادیان)

چل رہی ہے نسیم رحمت کی جو دعا کیجئے قبول ہے آج

از مکرم مولوی حمید الدین شمس صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بنگال و آسام

رحمتوں اور برکتوں اور قبولیت دعا کا عظیم الشان مہینہ رمضان المبارک ہماری زندگیوں میں پھر آگیا ہے گویا گلستان روحانیت میں پھر بہار آئی ہے۔ اس بابرکت مہینہ میں عبادات پورے جوبن پر آجاتی ہیں اور مسجدیں نمازیوں اور روزہ داروں سے بھر جاتی ہیں اور وہ خوش نصیب ہیں جنہیں روزہ کے جملہ احکامات پر عمل کرنے کی توفیق ملتی ہے اس بابرکت مہینہ میں قرآن مجید نازل ہوا اور اسی بابرکت مہینہ میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کی صداقت کے لئے چاند اور سورج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے عین مطابق چاند اور سورج کو گرہن لگا یہی وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں جنگ بدر کا معرکہ عاشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا زندہ نشان ہے۔ جسے خدا تعالیٰ نے یوم فرقان قرار دیا یعنی حق اور باطل میں فرق کر دینے والا دن۔ یہی وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں مومنین کا پاکیزہ گروہ قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کرتا ہے تو کہیں نماز تراویح میں قرآن مجید کو سنا جاتا ہے اور کہیں مومن اپنے گھروں کو چھوڑ کر اعتکاف کی عبادت بجا لانے کی لئے مساجد کا رخ کرتے ہیں اور خدا کے در پر دھونی رما کر بیٹھ جاتے ہیں اور یہی وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں مومنین صدقات وخیرات کرتے ہیں اور نصاب کے مطابق زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور ایک عجیب محبت اور پیار کا مہینہ ہے جس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی۔

۷۰ ہزار فرشتوں کی دعا

رمضان المبارک کی فضیلت سے متعلق ایک حیرت انگیز حدیث پیش کرتا ہوں جو کنز العمال کتاب الصوم میں دیکھی اور پڑھی جا سکتی ہے

"حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے آسمانوں کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور اُن میں سے ایک بھی بند نہیں کیا جاتا یہاں تک کہ رمضان کی آخری رات ہوتی ہے اور کوئی مومن بندہ نہیں جو اس کی رات کو عبادت کرتا ہے مگر اُس کے ہر سجدہ کے بدلے پندرہ سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اُس کے لئے جنت میں سرخ یاقوت سے گھر بنایا جاتا ہے جس کے ستر ہزار دروازے ہیں اور اس گھر میں ایک سونے کا محل ہے جسے سرخ رنگ کے یاقوت سے سجایا گیا ہے پس جب کوئی رمضان کے پہلے دن روزہ رکھتا ہے اس کے پہلے سب گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہر روز ماہ رمضان میں ہوتا ہے اور ہر روز اس کے لئے ستر ہزار فرشتے اس کی بخشش کی دعائیں صبح کی نماز سے لے کر ان کے پردوں میں چھپنے تک کرتے ہیں۔"

گویا یہ بابرکت مہینہ اپنے دامن میں بے انتہا رحمتیں اور فضل لے کر وارد ہوتا ہے اور روزہ داروں کی دعاؤں کو قبول کیا جاتا ہے بلکہ بخاری ومسلم میں آتا ہے۔

"حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں اور ایک اور روایت میں آیا ہے اور رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔"

(بخاری ومسلم کتاب الصوم)

اس حدیث کی مختلف تفاسیر بزرگان سلف فرماتے رہے ہیں اگر اس حدیث کے ظاہری معنی لئے جائیں تو اس سے مراد ہر وہ شخص جو رمضان میں مرے گا وہ جنتی ہو گا تو رمضان میں تو کافر دہریئے بھی مرتے ہیں تو دراصل یہ دروازے تو روحانی ہی مراد لئے جائیں گے جو برکات رمضان پر دلالت کرتے ہیں کہ جو شخص اپنے اوپر رمضان کو داخل کر لیتا ہے اُس کے لئے جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور جنت کے روحانی دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تو اس میں آسمان رحمت کے دروازے کا ذکر ہے اور تمثیلی زبان میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام دیا ہے۔ اس حدیث کی نہایت پیاری اور لطیف تفسیر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمائی ہے۔ فرمایا:۔

"سوال یہ ہے کہ خواہ وہ آسمان کے دروازے ہوں یا جنت کے ان دروازوں سے کیا مراد ہے اور جو دروازے بند کئے جاتے ہیں وہ جہنم کے کونسے دروازے ہیں اور کس قسم کی زنجیریں ہیں جن میں شیطان جکڑا جاتا ہے ایک بات تو قطعی ہے کہ اس کے عمومی معنی درست نہیں کیونکہ جہاں تک رمضان کے مہینے کا تعلق ہے اس مہینہ میں دنیا کی بھاری اکثریت پہلے کی طرح فسق وفجور میں مبتلا رہتی ہے اور رمضان کی قطعاً پرواہ نہیں کرتی پس یہ کہنا کہ اس مہینہ میں شیطان جکڑا جاتا ہے یا رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں..... یہ دراصل حدیث کے مفہوم کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ فرمایا۔" اذا دخل شهر رمضان" کہ جب شہر رمضان داخل ہو جاتا ہے تو اس سے یہ مراد نہیں کہ بالعموم ساری دنیا پر برکتیں لے کر آتا ہے۔ جہاں جہاں وہ داخل ہوتا ہے..... اور جس انسان کے وجود میں رمضان کا مہینہ داخل ہو جائے گا اس کے جہاں میں نیک تبدیلیاں پیدا ہو جائیں گی..... یعنی وہ انسان جو اپنے آپ کو رمضان کے تابع کر دے گا تو گویا رمضان المبارک اپنی ساری برکتوں کے ساتھ اس انسان میں داخل ہوگا ایسے انسان کے جہاں میں جو بھی جنت کے دروازے ہیں وہ سارے کھل جائیں گے اور جہنم کے جتنے دروازے ہیں بند کر دیئے جائیں گے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹۸۶ء)

لہٰذا وہ بابرکت انسان ہیں جنہیں اس بابرکت اور قبولیت دعا کے مہینہ میں زیادہ سے زیادہ متمتع ہونے کی توفیق ملے اور ایسے لوگ جو بیمار ہیں لیکن تمنّی رکھتے ہیں اور حسرتیں بھرتے ہوئے خدا کے حضور عرض کرتے ہیں کہ اے خدا اگر ہم بھی صحت مند ہوتے تو اس بابرکت مہینہ سے مستفید ہوتے ایسے لوگوں کے لئے فرشتے روزہ رکھتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

فرشتے روزے رکھتے ہیں

"میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا اسے محروم نہیں رکھتا اگر اسی حالت میں رمضان میں بیمار ہو جاوے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہو جاتی ہے کیونکہ ہر کام کا مدار نیت پر ہے مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کر دے۔

جو شخص روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت بھی درد دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا۔ اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو تو خدا تعالیٰ ہرگز اسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر اپنے نفس کی کسل کی وجہ سے روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا تو ایسا آدمی جو خدائی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے۔ کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور اس کا منتظر ہی تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں گا اور پھر وہ بوجہ بیماری کے رکھ نہیں سکتا تو وہ آسمان پر روزہ سے

(باقی صفحہ ۲۱ پر)

حضرت سیدنا محمود (المصلح الموعودؓ) کا سفر مصر و حج بیت اللہ

از مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے مؤلف اصحاب احمد قادیان

حضرت خلیفۃ المسیح الاول اور حضرت اُم المومنین رضی اللہ عنہما کی اجازت سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مصر اور حج بیت اللہ کے سفر پر ۲۶ ستمبر ۱۹۱۲ء کو قادیان سے روانہ ہوئے۔ روانگی سے پہلے حضرت صاحبزادہ صاحب کو ایک شاندار الوداعی پارٹی دی گئی۔ طلباء و اساتذہ کی طرف سے علی الترتیب محترم شیخ محمود احمد صاحب عرفانیؓ اور محترم عبد الرحیم صاحب نیّرؓ نے ایڈریس پیش کئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے دُعا کرائی۔ حضور نے عبد الحی صاحب عرب کو ساتھ بھیجا۔ حضرت بھائی شیخ عبد الرحمٰن صاحبؓ قادیانی اور شیخ عبد العزیز صاحب الوداع کے لئے بمبئی تک گئے۔ نانا جان حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ بھی ہم سفر ہونے کے لئے پہنچ گئے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کو سارے سفر میں تبلیغ کرنے اور اسلام کے لئے بہت دعائیں کرنے کا موقعہ ملا۔ بحری جہاز میں ایک دفعہ ایسی حالت ہوئی۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا تمام زمین و آسمان نور سے بھر گیا ہے۔ جہاز میں بھی تبلیغ مسلمانوں اور ہندوؤں میں جاری رہی۔ تین ہندو نہایت بے باک مُنہ پھٹ اور دہریہ تھے۔ دو پر اثر ہوا۔ ایک نے اقرار کیا کہ اب خدا کے متعلق ہنسی کرتے یا سنتے میرا دل کانپ جاتا ہے۔

کئی سو زبانوں کے بولنے والوں کو جہاز پر اکٹھا دیکھ کر اور لبیک لبیک کی آواز سُن کر رقت اور محبت پیدا ہوتی تھی۔ کہ اندازہ سے بڑھ کر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات پر تعجب آتا تھا کہ اس نور نے دُنیا کے گوشہ گوشہ کو روشن کر دیا۔ اور آپ کی کیا قوت قدسی تھی جس نے اربوں نفوس کو ہدایت کا راستہ بتا دیا۔ ترک لبیک کا تلفظ نہیں کر سکتے تھے۔ وہ "بیبیچ" "بیبیچ" کہتے تھے۔ یہ دیکھ کر کہ آنحضرتؐ کی دعاؤں اور آہ وزاریوں نے ان کو کھینچ کر اسلام کی راہ دکھا دی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اور آپ کو بہت دُعا کرنے کی توفیق ملی۔

حج کے موقعہ پر آناً فاناً آپ کی عام مشہوری ہو گئی۔ بعض پاس سے گزرنے والے اشارہ کرتے کہ یہ قادیانی کے بیٹے ہیں۔ آپ کے ایک رشتہ کے ماموں نے بھوپال کے رئیس خالد نام کے ذریعہ اشتہار دیا کہ مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی سے مباحثہ کریں۔ مقصد یہ تھا لوگ جوش میں آ کر قتل کر دیں گے۔ اس فتنہ کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح دور کر دیا۔ کہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے حکمران مکہ شریف کے بچوں کے اتالیق کو تبلیغ کی۔ اس نے کہا فلاں عالم کو ہرگز تبلیغ نہ کریں۔ بہت مخالف ہے حضرت صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ میں ایک گھنٹہ بھر اسے تبلیغ کر آیا ہوں۔ اس اتالیق نے مولوی صاحب کو کہا کہ آپ مباحثہ نہ کریں۔ یہاں احمدیوں سے زیادہ اہلحدیث فرقہ کی مخالفت ہے۔ آپ کو لینے کے دینے نہ پڑ جائیں۔ اس طرح مولوی محمد ابراہیم صاحب موصوف اہلحدیث مباحثہ سے رُک گئے۔

اس رشتہ کے ماموں اور رئیس خالد کا یہ حال ہوا کہ ان ایام میں اتنا شدید ہیضہ پھیلا کہ لوگ اپنے مُردے گلیوں میں پھینک دیتے تھے۔ انہیں کوئی دفن کرنے والا نہ ہوتا۔ اس ماموں سے حضرت صاحبزادہ صاحب ملاقات کرنا چاہتے تھے تو معلوم ہوا کہ حج کے دوران ہیضہ سے تھوڑی دیر میں وہ لقمۂ اجل بن گیا۔ جدّہ سے واپسی کے وقت ایک صاحب نے منت سے کہا کہ ہماری عورتیں ہیضہ کی دہشت سے بے حال ہو رہی ہیں۔ منت کی کہ عورتوں کے ٹکٹ دلوا دیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے عورتوں کے علاوہ بعض مردوں کے ٹکٹ بھی دلوا دیئے۔ واپسی کے وقت یہ صاحب جہاز کے دروازے پر ملے۔ اور انہوں نے کہا کہ بہت دیر ہو گئی ہے اس نے مزدوروں کے ذریعہ جلد جلد سامان چڑھانے میں مدد دی۔ اور شکریہ ادا کیا کہ آپ نے ٹکٹ دلانے میں بہت مدد کی۔ ورنہ ہم اس جہاز میں ہرگز سفر نہ کر پاتے۔ معلوم ہوا کہ یہ بھوپال کا رئیس خالد ہے جو آپ کو مروا دینے کی سازش میں شریک تھا۔ (تاریخ احمدیت جلد چہارم سے اخذ کردہ)

مزید یہ بات قابل ذکر ہے کہ الوداعی تقریب میں عبد المجید خان صاحب سالک نے بھی ایک نظم پڑھی تھی۔ اور ان کو مخاطب کر کے ایک نظم قبول حق کی تلقین کرتے ہوئے حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل کی طرف سے شائع ہوئی تھی (بدر بابت ۱۰، ۱۷ اکتوبر ۱۹۱۲ء) جناب سالک صاحب بٹالوی معروف نامور صحافی اور مصنف ہیں۔ وہ خود جماعت میں شامل نہ تھے لیکن جماعتی اُمور میں دلیری سے حامی تھے۔ ان کے والد صاحب جو پٹھانکوٹ کے سیکرٹری تھے۔ اور بھائی عبد الرزاق صاحب اور عبد الجلیل صاحب عشرت اور سارا خاندان مخلص احمدی تھا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی واپسی پر بمبئی میں حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ اور حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانیؓ نے پیشوائی کی۔ ۱۲ جنوری ۱۹۱۳ء کو حضرت اُم المومنینؓ بہ نفس نفیس استقبال کیلئے بٹالہ تشریف لے گئیں۔ آپ کی مراجعت پر حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کو بے انتہا خوشی ہوئی۔ آپ کے ارشاد پر دونوں مدارس میں تعطیل کر دی گئی۔ بہت سے احباب استقبال کے لئے قادیان والی نہر تک پہنچے۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے ظہر و عصر کی نمازیں جمع کیں اور باوجود ضعف کے قادیان سے باہر دور تک تشریف لے گئے۔

طلبائے مدرسہ احمدیہ نے ایک پُر تکلف پارٹی دی جس میں حضرت خلیفہ اولؓ نے بھی تقریر فرمائی۔ تعلیم الاسلام سکول کے طلباء کی درخواست پر کہ وہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی تشریف آوری پر خوشی کا اظہار کیسے کریں حضرت خلیفہ اولؓ نے تحریر فرمایا کہ

"میاں صاحب کی زندگی بابرکت مفید خلائق اور خادم اسلام ہو مل کر یہ دُعا کرو۔ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ کے جناب الٰہی کی تعریف اور اپنے استغفار کے بعد۔" (تاریخ احمدیت جلد چہارم)

سالِ نو

برکتوں کے ساتھ آئے سالِ نو میرے خدا
بادِ رحمت ساتھ لائے سالِ نو میرے خدا
اُمتِ خیر البشرؐ کی مشکلیں سب دور ہوں
یہ نشاں ہم کو دکھائے سالِ نو میرے خدا
تیرے نور سے ہو جہاں روشن مولیٰ جلد تر
ذرّہ ذرّہ جگمگائے سالِ نو میرے خدا
بھائی چارے کی فضا قائم ہو سب اقوام میں
دُکھی انساں مُسکرائے سالِ نو میرے خدا
یا الٰہی تو شکستہ دِل کی سُن لے التجا
فضل سے تیرے ہوں مولیٰ دور سارے ابتلا

(خواجہ عبد المومن۔ اوسلو ناروے)

روزے کیوں رکھیں؟

از مکرم چوہدری خورشید احمد صاحب پربھاکر۔ درویش قادیان

اقوام عالم میں زمانہ قدیم سے روزے رکھنے کا رواج چلا آرہا ہے۔ ہندوؤں، یہودیوں، عیسائیوں، سکھوں، زرتشتیوں، مجوسیوں، اور مسلمانوں حتی کہ لامذہب اقوام میں بھی روزہ کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔

روزہ روحانی اور اخلاقی نشوونما ترقی اور تکمیل کے لئے سنگِ میل مانا گیا ہے۔ اس سے تزکیہ نفس، تنویر قلب، مکاشفات، مکالمات ومخاطبات الٰہیہ حاصل ہوتے ہیں۔ قرب و دیدار الٰہی کا شرف حاصل ہوتا ہے۔

معاشرہ میں اخلاقی قدروں کا قیام، جسمانی صحت اور ملکی معیارِ زندگی بلند تر ہوتا ہے بہت سی جسمانی بیماریوں سے نجات ملتی ہے۔ اسی طرح اہلِ ملک کا بہت سا سرمایہ، وقت بچ جاتا ہے۔ اور پریشانی سے نجات ملتی ہے۔

روزہ کا مذہبی پہلو:۔ عربی میں لفظ "صوم" کا مفہوم ہے روزہ، برت لفظ صوم کے معنے ہیں رُکنا۔ رُکنا، ترک کرنا۔ خاموش ہونا۔ بلند ہونا۔ قائم ہونا۔ یہ جملہ باتیں روزہ کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہیں۔

روزہ کی حالت میں عبادتِ الٰہی کی خاطر کھانے پینے، تعلقات زوجین چغلی، غیبت، چوری، لغوگوئی۔ بے ہودہ مذاق، مکر و فریب کے خیالات سے رُکنا اور روکنا لازمی امر ہے۔ خاموشی سے یکسوئی سے عبادت بجا لاکر روحانیات کے بلند مقام پر قائم ہو جانا روزہ کا ثمرہ ہے۔ روزہ دار انسان خدا تعالیٰ کی خاطر اس کے احکام پر عمل کرکے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو سکتا ہے۔ اور نواہی سے بچ کر تزکیۂ نفس و تنویر قلب حاصل کر سکتا ہے۔

شریمد بھگوت گیتا ادھیائے ع۶ شلوک ۶۳۴ میں نفسِ امارہ و چنچل من کو قابو میں لانا ایسا مشکل قرار دیا گیا ہے جیسے ہوا کو جال میں بند کرنا ناممکن یا مشکل بات ہے۔ نفسِ امارہ کو قابو کرنے کا بلاخرچ اور آسان حل "روزہ" ہے۔

خدائی صفات:۔ دیگر مذاہب اور اسلام نے انسانوں کو خدائی صفات اختیار کرنے کی اپیل کی ہے۔ قرآن مجید میں آتا ہے کہ

"اللہ تعالیٰ کا رنگ یعنی صفات اختیار کرکے اس کے رنگ میں رنگین ہو جاؤ۔ کیونکہ اس کی صفات سب سے بڑھ کر کامل و اکمل اور احسن ہیں۔" (سورۃ البقرہ)

نیز صفات الٰہیہ کی تفصیل دیکھیے شریمد بھگوت گیتا ادھیائے ع۱

الٰہی صفات میں سے ایک صفت اس کا غنی ہونا، حاجات سے بلند و پاک ہونا ہے۔ جیسے خدا تعالیٰ کھانے پینے، تعلقاتِ زوجہ، جھوٹ بولنے، فریب کرنے وغیرہ سے پاک ہے۔ اسی طرح کچھ وقت کے لئے روزہ دار بھی ان صفات کو اختیار کرکے جزوی طور پر خدا جیسا بننے اور اس کے رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرتا ہے۔

اعتکاف میں ایک روزہ دار اور سنیاس میں ایک سنیاسی گھربار اہل و عیال اور دوست و احباب سے الگ ہو کر اکیلا و تنہا خدا تعالیٰ کی طرف جاتا ہے۔ یہ مناظر خدا کی وحدانیت کے جزوی طور پر آئینہ دار ہیں۔ اسلامی طریق عبادت اعتکاف ہندو دھرم کے سنیاس اور یہودیت و عیسائیت کی رہبانیت کے مشابہ تو ہے۔ مگر ان سے ترقی یافتہ شکل میں آسان اور قابلِ عمل عبادت ہے

غربا کی امداد کا احساس:۔ دولت مندوں اور امیروں پر شاذ ہی کبھی بھوک و پیاس کا وقت آتا ہو۔ مگر روزہ کی صورت میں امراء کو بھی بھوک و پیاس۔ تپش اور اندرونی حدت کا احساس ہو جاتا ہے۔ یہی احساس انہیں غرباء کے لئے قربانی کرنے، ہمدردی اور شفقت سے پیش آنے اور ان کی حالت سدھارنے کے خوابیدہ جذبات کو اُبھارتا ہے۔ اُن جذبات کے اُبھرنے پر امیر لوگ اپنے غریب بھائیوں کی مدد کرنے کے لئے خیرات کرتے۔ ان کے دُکھ سُکھ میں شامل ہوتے ہیں۔ اس طرح معاشرہ میں باہمی بھائی چارہ، مساوات کی فضا پیدا ہو سکتی ہے۔

احادیث و تاریخ سے ثابت ہے کہ رمضان شریف میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ خیرات کرنے میں تیز آندھی سے بھی تیز چلا کرتا تھا۔ اور مسلمان اس ماہِ صیام میں حسب حیثیت بہت زیادہ خیرات کیا کرتے تھے۔ بلا احسان غربا کی امداد کرنے کی روح تمام مذاہب اور قوموں میں مشترکہ طور پر پائی جاتی ہے۔ یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کا قرب پانے کی خاطر کیا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیم کی رو سے روزہ کی جزاء خود اللہ تعالیٰ ہے۔ (بخاری کتاب الصیام) مذاہب نے روزہ جیسی عبادت کا حکم دے کر انسانوں پر احسان فرمایا ہے۔ کیونکہ اس کا بدلہ خود خداوند کریم کی ذات ہے۔ اور جسے خدا تعالیٰ مل جائے اسے اور کیا چاہیئے۔

روزہ ڈاکٹری نکتہ نگاہ میں:۔ کہا جاتا ہے کہ دُنیا عالم کبیر اور انسان عالم صغیر ہے۔ جس طرح عام حالات میں عالم کبیر (دنیا) میں مفید اور مُضر جراثیم پیدا ہوتے، بڑھتے اور مُضر جراثیم مفاسد پیدا کرتے ہیں جنہیں سخت سردی اور شدید گرمی و تپش اور اندرونی حدت تلف کرتی ہیں۔ اسی طرح عالم صغیر (ابدان و اجسام انسانی) میں دونوں قسم کے جراثیم پیدا ہوتے ہیں۔ اور غیر مفید جراثیم اجسام میں بڑا بڑا فساد پیدا کرتے ہیں۔ حکیم جالینوس و ارسطو سے لے کر آج تک کے ڈاکٹر جسمانی صحت و تندرستی کے لئے بطور علاج روزے رکھنے کی ہدایات دیتے ہیں، جن کی وجہ سے جسم کی کئی بیماریاں اور مفاسد مادے زائل ہو جاتے ہیں۔ جیسے کالرہ اور جسم میں بڑھتی ہوئی چکنائی پر کنٹرول ہوتا ہے۔

پس روزے رکھنے سے روحانیات و اخلاقیات کے علاوہ صحت و تندرستی اچھی رہتی ہے۔ یعنی روزے انسانی صحت کے لئے بھی مفید ہیں۔

افواج:۔ ایشیائی لوگوں میں زیادہ چکنائی استعمال کرنے کا رواج ہے۔ جسم میں چکنائی کی وجہ سے چربی، موٹاپا، بلڈ پریشر، اور کئی قسم کے جراثیم کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ بڑے بڑے سیٹھ، بڑے بڑے پیٹ والے شراب کے عادی قلبی امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے روزہ قدرتی علاج ہے۔

منظم و مہذب اور غیر ترقی یافتہ ممالک نے افواج کی ضرورت و اہمیت کو اوّلیت دی ہے۔ کیونکہ ملکی سرحدوں۔ ملک کی سالمیت اور ملک کے اندرونی امن کے لئے افواج کا وجود بہت بڑی نعمت ہے۔ روزہ سے چستی، چوکسی، وجوہری پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے کسی بھی ملک کے سپاہ کے لئے روزہ بھوک و پیاس۔ جفاکشی۔ اور صبر و تحمل سیکھنے کا پہلا سبق ہے۔

راقم الحروف کی نگاہ تاریخ کے ان اوراق کو حیرت سے دیکھتی ہے جبکہ ۱۵ ہجری (۶۳۶ء) بمقام یرموک ملک شام میں شہنشاہ روم اور مسلمانوں کے مابین ایک فیصلہ کُن جنگ برپا ہوئی۔ ہرقل شاہ روم کی طرف سے جبلہ علاقہ غسان کا بادشاہ ساٹھ ہزار سپاہ لیکر مسلمانوں کے ساٹھ فوجیوں سے نبرد آزما ہُوا۔ جبلہ کی ساٹھ ہزار فوج تین حصّوں میں بٹ کر باری باری تازہ دم ہو کر صبح سے لیکر شام تک لڑتی رہی۔ صرف ساٹھ مسلمان بہادر سارا دن بغیر وقفہ اور دم لئے مقابلہ کرتے رہے۔ آخر شام کو میدان مسلمانوں نے مار لیا۔ ساٹھ میں سے دس مسلمان شہید اور پانچ قیدی ہوئے۔ شاہ جبلہ کی ساٹھ ہزار کی فوج میں سے پانچ ہزار مقتول ہوئے۔ مسلمان سپاہی بھوک و پیاس کی شدت اور تھکاوٹ کے باعث دم بخود اور نڈھال ہو گئے تھے۔

(تاریخ اسلام ص۲۷۲، ۲۷۳ مصنفہ منشی عبدالقادر شیخ لاہور۔ کاسن ڈی پرسیول جلد ع۳۔ کالفلک۔ ہٹوتن سائنس اینڈ ریلیجس مصنفہ ڈریپر۔ بحوالہ سیرت محمدیہ از مرزا حیرت دہلوی)۔

جنگ یرموک میں مسلمان سپاہیوں کے بھوک و پیاس پر صبر و تحمل اور کڑی جفاکشی برداشت کرنے کا ایک سبب انکا روزے رکھنے کا عادی ہونا بھی ہو سکتا ہے۔ الغرض ایک روزہ دار انسان چاہے وہ کسی بھی قوم، مذہب، ملک و خطہ کا ہو۔ عام طور پر جھوٹ بولنے، فریب دینے لین دین میں بدمعاملگی کرنے۔ بدکاری، بدمعاشی، چوری، چکاری اور دیگر برائیوں سے اجتناب کرتا ہے۔ دوسری طرف روحانیات میں ترقی کرتا ہے۔ غربا اور حاجتمندوں کی سے ہمدردی سے معاملہ کرتا ہے۔ ایسے انسانوں پر مشتمل معاشرہ یقیناً پرسکون و پُر راحت ہوتا ہے۔ روزہ معاشرہ میں تزکیہ نفس، مخلوق سے ہمدردی اور مساوات کا درس دیتا ہے۔

مشاہداتِ مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

از مکرم سید رشید احمد صاحب سوگڑوی صدر جماعت احمدیہ جمشید پور

اللہ تعالیٰ جسے اپنی جانب سے علوم ظاہری و باطنی سے پُر کرنے کا ارشاد فرماتا ہے اُس کے متعلق بندہ کی کیا مجال کہ اس پر کوئی کلام کرے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعودؓ جو دُنیائے احمدیت میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ (۱۸۸۹ء تا ۱۹۶۵ء) کے نام سے دُنیا کے کناروں تک شہرت رکھنے والے ہیں علوم ظاہری و باطنی سے پُر کئے گئے تھے یہ علوم حاصل کرنے کے لئے حواس خمسہ کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود نے حواس خمسہ ظاہری سے جو مشاہدات کئے اور جو سبق حاصل کئے اور دوسروں کو دیئے اُن میں سے چند مشاہدات کو پیش کرنا فی الوقت مقصود ہے وباللہ التوفیق۔

حضرت مصلح موعودؓ کے مشاہدات کی مثال اگر کسی اور کے مشاہدات سے دی جاسکتی ہے تو وہ آپ کے آقا و مطاع حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں کیونکہ حُسن و احسان میں آپؓ کا نظیر ہونا مقدر تھا۔ اور حضرت امام مہدی علیہ السلام اپنے مشاہدہ کا ذکر اپنے منظوم کلام میں یوں فرماتے ہیں ؎

کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدأ الانوار کا
بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چاند کو کل دیکھ کر مَیں سخت بےکل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اُس میں جمالِ یار کا
چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشہ ہے تری چمکار کا

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲ مطبوعہ ۱۸۸۶ء)

ایک دوسرے مشاہدہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:- "مَیں نے ایک دفعہ اِس مسئلہ پر غور کیا تو اِس سے دُنیا کی عمر کا اندازہ لگایا۔ مَیں نے دیکھا کہ پہاڑوں کی غاروں میں اور اُن کی چوٹیوں پر ہزارہا قسم کی گھاسیں اور جڑی بوٹیاں پیدا ہوتی ہیں اور سوکھ کر گر جاتی ہیں جن سے کوئی انسان فائدہ نہیں اُٹھاتا۔ ہزاروں لاکھوں ٹن پانی آسمان سے گرتا ہے جس میں سے قلیل حصہ انسان کے کام آتا ہے باقی سب بہہ کر سب سمندر میں جا گرتا ہے۔ ایک لمبا سلسلہ پہاڑوں کا ہے۔ جن میں ہزارہا غار ہیں ایسی ہیں جو میلوں زمین کی سطح میں دھنس گئی ہیں ان تمام چیزوں کو مَیں نے دیکھا اور غور کیا کہ جب قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ساری چیزیں ہم نے دُنیا کے استعمال اور فائدہ کے لئے پیدا کی ہیں تو آخر یہ کیوں ہو رہا ہے۔ کیا اِس وجہ سے اللہ تعالیٰ پر کوئی اعتراض نہیں آتا کہ اُس نے اتنی چیزیں بے فائدہ پیدا کی ہیں اور اعتراض کرنے والے یہ اعتراض کرتے بھی ہیں۔ ہزاروں فلاسفر دُنیا میں ایسے ہیں جو یہ اعتراض کرتے بھی ہیں کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر پیدا ہونے والی گھاس، تہہ خانے میں مرنے والے کیڑے مکوڑے ہزاروں قسم کے پرندے جو کبھی انسان کے کام نہیں آتے یہ سب اللہ تعالیٰ نے کیوں پیدا کئے ہیں۔ مَیں نے اِس مسئلہ پر غور کیا اور اِس مسئلہ (نتیجہ) پر پہنچا کہ جس مذہب نے یہ تعلیم دی ہے کہ انسان کی غذا اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے مشترک بنائی ہے وہی اِس عُقدۂ لاینحل کو حل کر سکتا ہے۔ وہ مذہب جو صرف حیوانی غذا تجویز کرتا ہے یا نباتاتی غذا تجویز کرتا ہے وہ اِسے حل نہیں کر سکتا۔ وہ مذہب جو یہ کہتا ہے کہ روحیں آسمان سے گرتی ہیں وہ بھی اسے حل نہیں کر سکتا۔ پھر وہ مذہب جو یہ کہتا ہے کہ انسان مُڑ مُڑ کر دُنیا میں آتا ہے کبھی چرند بنتا ہے کبھی پرند اور کبھی کسی اور صورت میں دُنیا میں آتا ہے وہ بھی اسے حل نہیں کر سکتا۔ اِسے حل کرنے کے لئے کسی ایسے مذہب کی ضرورت ہے جس کا دعویٰ یہ ہو کہ انسان ایک جامع دُنیا میں آتا ہے اور اُس کی غذا سب چیزوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ تب مَیں نے زمین کی طاقتوں پر غور کیا اور سمجھا کہ یہ ہزاروں اقسام کے گھاس اور پھول پھل حیوانات اور چرند پرند کیوں دُنیا میں موجود ہیں۔ سبزہ کیوں متواتر پہاڑوں پر نکلتا ہے۔ کیوں پانی ٹھیک ٹھیک کر چشموں سے گرتا ہے۔ مختلف انواع و اقسام کے جانور کیوں پیدا ہوتے ہیں۔ یہ سب اُس گھڑی کے منتظر ہیں جب انسان انہیں کھا کر اپنے وجود میں جذب کرے تا وہ ابدی زندگی حاصل کر لیں۔ ہر ذرہ بے تابی سے باہر نکلتا ہے کہ انسان مجھے دیکھ لے۔ پس یہ چیزیں بے فائدہ نہیں ہیں۔ ایک دوڑ ہو رہی ہے انسان ایک ہی وقت سب کو استعمال نہیں کر سکتا باری باری سب اُس کی نظر کے سامنے آتے جاتے ہیں اور انسانی جسم میں جذب ہوتے جاتے ہیں اور جو ذرّہ روح میں شامل ہو جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ابدی رحمت کے نیچے آجاتا ہے اور جب تک کائنات کا ذرہ ذرہ انسانی روح میں جذب نہ ہو جائے گا اس وقت تک دُنیا ختم نہ ہوگی۔ اس وقت تک یہ کشمکش برابر جاری رہے گی جب تک ذرہ ذرہ کو ابدیت حاصل نہ ہو اور جب تک وہ انسان کی روح میں شامل نہ ہو جائے اور جس دن ہر ذرہ کو ابدیت حاصل ہو گئی اس دن سمجھو دُنیا نے اپنا مقصد حاصل کر لیا۔"

(خطبہ نکاح فرمودہ ۲۲ر اپریل ۱۹۳۵ء بحوالہ الفضل ۲۸ر اپریل ۱۹۳۵ء منقول از خطباتِ محمود جلد سوئم صفحہ ۴۴۳-۴۴۵ طبع اوّل ربوہ مارچ ۱۹۷۴ء)

یہی وہ مصلح موعودؓ ہیں جنہوں نے ایک مداری کا تماشا جب دیکھا تو اس سے ایسا سبق سیکھا کہ گویا آسمان کے فرشتوں نے کائنات کے تمام اسرار کھول کر آپ کے سامنے رکھ دیئے تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"مَیں نے خود ایک کھیل سیکھا ہوا ہے کہ اگر آج کوئی بچہ وہی کھیل سیکھنے لگے تو شاید پچاس ساٹھ فیصدی احمدی کہنے لگ جائیں کہ توبہ توبہ کیسی لغو کھیل سیکھ رہا ہے۔ حالانکہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مدد سے وہ کھیل سیکھا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک احمدی دوست آئے اور کہنے لگے میرا دل چاہتا ہے کہ مَیں حضور کو کسی طرح خوش کروں اور مَیں غریب آدمی ہوں نذرانہ دے نہیں سکتا اور عالم بھی نہیں کہ اپنے علم کے زور سے کوئی خدمت بجا لا سکوں۔ مجھے صرف تماشے دکھانے آتے ہیں اگر اجازت ہو تو مَیں حضور کو وہ تماشے مسجد میں دکھا دوں۔ اگر کسی مسجد میں تماشا دکھایا جانے لگے تو شاید اسّی فیصدی احمدی شور مچا دیں کہ یہ کُفر ہو گیا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب یہ بات سُنی تو آپ ہنس پڑے اور فرمایا بہت اچھا ہم تماشہ دیکھیں گے۔ چنانچہ وہ مداری کا تھیلا لے کر مسجد مبارک میں مغرب کی نماز کے وقت آ گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز مغرب کے بعد مسجد میں بیٹھا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھ گئے اور ان صاحب نے اپنے کرتب دکھانے شروع کئے۔ کبھی گولہ غائب کر دیتے۔ کبھی تاش اُڑانے لگ جاتے کبھی کچھ کرتے کبھی کچھ۔ مجھے خوب یاد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام درمیان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے بائیں طرف گوشہ میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بیٹھے تھے۔ اور آپ سے ذرا پرے حضرت خلیفہ اوّل مولوی نورالدین صاحب بیٹھے تھے۔ حضور کے بائیں طرف مَیں بیٹھا تھا۔ اور مجھ سے ہٹ کر ایک طرف پیر سراج الحق صاحب تھے۔ غرض اس نے عجیب و غریب تماشے دکھانے شروع کر دیئے۔ کبھی بوتل دکھاتا۔ اور پھر وہ غائب ہو جاتی اور اس کی جگہ گلاس آجاتا اور کبھی گلاس بھی غائب ہو جاتا۔ مولوی عبدالکریم صاحب

بہت سادہ طبیعت کے تھے وہ تماشہ دیکھتے جاتے اور سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے جاتے۔ مگر حضرت خلیفۃ اوّل اِن باتوں کو جانتے تھے اور وہ تو اِس کا بولی بھی کھولنے لگے تھے۔ مگر پھر اُس کی درخواست پر رک گئے۔ بہرحال اُس نے مسجد مبارک میں تماشے دکھائے اور میں نے بھی دیکھے۔ میرے لئے یہ بات ایسی عجیب تھی کہ گویا آسمان کے فرشتوں نے کائنات کے تمام اسرار کھول کر میرے سامنے رکھ دیئے ہیں جب کھیل ختم ہو گیا تو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر زور دینا شروع کر دیا کہ ان صاحب سے کہیں کہ یہ کھیل مجھے بھی سکھا دیں۔ جب میرا اصرار بہت بڑھ گیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِس دوست کے نام ایک رقعہ لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ مکرمی فلاں صاحب محمود کو آپ کی کھیلیں سیکھنے کا بہت شوق پیدا ہو گیا ہے اور وہ بار بار مجھے دق کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کھیلیں اسے سکھا دی جائیں۔ آپ کا تو یہ پیشہ ہے اسی لئے میں زور نہیں دیتا لیکن آپ کا کوئی حرج نہ ہو تو بعض کھیلیں محمود کو سکھا دیں۔ چنانچہ میں باقاعدہ اِس مداری کا شاگرد بنا اور پانچ سات دنوں میں ان کرتبوں کا ایک حصہ اِس نے مجھے سکھا دیا۔"

(خطاب بر موقعہ مجلس مشاورت ۱۹۴۱ء۔ رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۱ء ص ۱۲۴-۱۲۵)

Rational Animal انسان کو کہا جاتا ہے کیونکہ یہ عاقل حیوان ہے۔ اور عقل اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت قیمتی نعمت ہے۔ مگر صاحب عقل جب اِس کی نعمت کی حیثیت کو بھول جاتا ہے۔ اور ناشکری کی علامات ظاہر کرتا ہے تو کبھی کبھی اس کو عطا کرنے والے (خدا) کی طرف سے اِس طرح بھی ابتلاء میں ڈالا جاتا ہے کہ وہ عقل کو کھو بیٹھتا ہے اور عقل پانے کے بعد عقل مندی کے کام کر لینے کے بعد وہ کیسا پاگل ہو جاتا ہے اور بہکی بہکی باتیں کرنے لگ جاتا ہے۔ چنانچہ اِس تعلق سے حضرت مصلح موعودؓ کا ایک پاگل خانہ کا مشاہدہ ہے آپؓ فرماتے ہیں:-

"میں ایک دفعہ پاگل خانہ دیکھنے گیا۔ بچپن کی عمر تھی وہاں مجھے ایک شخص کے متعلق بتایا گیا کہ یہ مولوی صاحب ہیں اور پاگل ہیں میں اُس کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اُس نے مجھ سے گفتگو شروع کر دی اور ایسی ایسی معقول باتیں کیں کہ میں حیران رہ گیا کہ اُسے پاگل خانہ میں کس طرح ڈال دیا گیا ہے۔ اُس نے بتایا کہ پٹیالہ کے جو مولوی عبد الحق صاحب ہیں اُن کا وہ رشتہ دار ہے۔ اور کوئی جائیداد کا معاملہ تھا جس میں دشمنی ہو جانے کی وجہ سے اُس کے رشتہ داروں نے اُسے پاگل خانہ بھجوا دیا۔ ڈاکٹر اُس کا اتنا معتقد کہ یہ ولی اللہ ہیں۔ پھر اسی اثناء میں اُس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر شروع کر دیا اور کہا کہ مرزا صاحب بڑے بزرگ ہیں۔ میں نے اُن کی کتاب براہین احمدیہ سب پڑھی ہے اور براہین احمدیہ کے زمانہ سے ہی مجھے اُن پر اعتقاد چلا آرہا ہے اُس کے بعد ازالہ اوہام چھپی تو وہ میں نے پڑھی غرض ایسی ایسی سمجھ کی باتیں کیں کہ مجھے یقین آ گیا کہ جو کچھ اِس نے شروع میں کہا ہے یہ درست ہے اور اُسے دشمنی سے ہی کسی نے پاگل خانہ میں بھجوا دیا ہے۔ مگر یہیں تک گفتگو پہنچی تھی کہ وہ کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ ایک بات بتاؤں مرزا صاحب سے ایک غلطی ہو گئی ہے۔ میں نے سمجھا کہ جب یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرید نہیں تو واقعہ میں سمجھتا ہو گا کہ آپ سے غلطی ہو گئی ہے۔ میں نے کہا فرمائیے کہنے لگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت تو قرآن مجید سے ثابت ہے اور یہ بالکل درست ہے مگر یا عیسیٰ اِنّی متوفیک میں متوفیک کے معنے موت کے نہیں۔ اِس پر میں نے پھر سمجھا یہ مولوی آدمی ہے متوفیک کے معنے یہی سمجھتا ہو گا کہ میں پورا کروں گا اور خیال کرتا ہو گا کہ اس کے معنے بلا واسطہ موت کے نہیں لیکن جب اُس کے معنے سُنے تو میں حیران رہ گیا۔ وہ کہنے لگا دراصل اِنّی متوفیک کے یہ معنے ہیں کہ اے عیسیٰ میں تیرے چہلم کی روٹی کروں گا۔ تب میں نے سمجھا کہ میں نے اس پر جس قدر حُسنِ ظنی کی تھی وہ سب غلط تھی دراصل یہ پاگل ہی ہے چنانچہ ابھی باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک دوسرا پاگل آ گیا جو پاگل اچھے ہو رہے ہوتے ہیں انہیں آپس میں ملنے کی افسر اجازت دے دیتے ہیں۔ وہ بھی اُسے ملنے آ گیا اور کہنے لگا مجھ سے تم نے جو پیسے لئے تھے (جو غالباً کچھ تھے) وہ مجھے واپس کرو۔ اس نے کہا میرے پاس نہیں۔ وہ کہنے لگا میں تو لے کر ہٹوں گا۔ اِس پر آپس میں تکرار ہو گئی میں نے جھگڑا بڑھتے دیکھا تو جیب میں ہاتھ ڈالا اور پیسے نکال کر اُس کو دے دیئے۔ یہ پیسے دینے تھے کہ مولوی صاحب جلال میں آ گئے ڈاکٹر کو مخاطب ہو کر کہنے لگے ابھی جا کر ان کی دعوت کرو اور انہیں پانچ روپے نذر دو۔ یہ محمود غزنوی ہیں۔ محمود غزنوی۔ انہوں نے سومنات فتح کیا تھا۔ ڈاکٹر نے جب دیکھا کہ مولوی صاحب کو جلال آرہا ہے تو اُس نے مجھے کہا اب آپ تشریف لے چلیں۔ اب ان کے پاس کھڑا ہونا مناسب نہیں۔ تو دماغ کی کل ذرا سی بگڑ جائے تو اچھا بھلا پڑھا لکھا عقلمند انسان کہاں کا کہاں پہنچ جاتا ہے۔ وہیں میں نے ایک ایم اے دیکھا جو پاگل تھا۔ وہ بالکل بولتا نہیں تھا اور زبردستی نلکی کے ذریعہ اُس کے معدہ میں غذا پہنچائی جاتی تھی۔ وہ ایک جج کا بیٹا تھا اور ایم اے میں تمام یونیورسٹی میں اول رہا۔ جب وہ یونیورسٹی میں سے فرسٹ نکلا ہو گا تو اُس کے ماں باپ اور دوسرے رشتہ داروں نے کتنا فخر کیا ہو گا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اُس کی عقل واپس لے کر بتا دیا کہ اِس کی نہیں تھی خدا کی تھی۔ پس وہ صحت جس سے ہم کام کرتے ہیں وہ اعضاء جن سے ہم چلتے پھرتے ہیں وہ عقل جس کو ہم استعمال کرتے ہیں وہ حافظہ جس سے ہم مدد لیتے ہیں۔ یہ سب چیزیں خدا تعالیٰ کی طرف سے انعام اور بطور پیشگی تنخواہ ہیں۔"

(خطاب ۲۶ مارچ ۱۹۳۷ء بر موقع مجلس مشاورت رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۷ء ص ۱۸-۱۹ مطبوعہ قادیان)

یوں تو حضرت مصلح موعودؓ کے سبق آموز مشاہدات کا ایک سلسلہ ہے۔ مگر سردست صرف ایک اور جھوٹی مشاہدہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ۱۹۳۸ء میں آپؓ نے سندھ سے کراچی، بمبئی، حیدر آباد، آگرہ اور دہلی کا سفر کیا اور اِن شہروں میں تاریخی دیگر مقامات کا مشاہدہ کیا۔ قبریں، مسجدیں قلعے وغیرہ دیکھے۔ اِس کا اجمالی ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:-

"میں انہی خیالات میں تھا کہ میرے خیالات میرے قابو سے باہر نکل گئے اور میں کہیں کا کہیں جا پہنچا۔ سب عجائبات جو سفر میں میں نے دیکھے تھے میری آنکھوں کے سامنے سے گذر گئے۔ دہلی کا یہ وسیع نظارہ جو میری آنکھوں کے سامنے تھا میری آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو گیا اور آگرہ اور حیدر آباد اور سمندر کے نظارے ایک ایک کر کے سامنے سے گذرنے لگے آخر وہ سب ایک اور نظارہ کی طرف اشارہ کر کے خود غائب ہو گئے میں اِس محویت کے عالم میں کھڑا رہا کھڑا رہا اور کھڑا رہا۔ اور میرے ساتھی حیران تھے اِس کو کیا ہو گیا۔ یہاں تک کہ مجھے اپنے پیچھے سے اپنی لڑکی کی آواز آئی کہ ابا جان دیر ہو گئی ہے میں اِس آواز کو سُن کر پھر واپس اسی مادی دُنیا میں آ گیا مگر میرا دل اس وقت رقت انگیز جذبات سے پُر تھا۔ نہیں وہ خون ہو رہا تھا اور خون کے قطرے اس سے ٹپک رہے تھے۔ مگر اِس زخم میں ایک لذت بھی تھی اور وہ غم سرور سے ملا ہوا تھا۔ میں نے افسوس سے اِس دُنیا کو دیکھا اور کہا کہ میں نے پالیا میں نے پالیا۔"

(سیر روحانی جلد اوّل ص۵ طبع اوّل ربوہ)

نوٹ:- اسی قسم کا ایک واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی پیش آیا جبکہ مسجد نبوی میں بعض حبشیوں نے کچھ عجیب و غریب کرتب دکھانے کی خواہش کی چنانچہ نہ صرف آنحضور صلعم نے اس تماشے کو خود دیکھا بلکہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بھی دکھلایا۔

"نیکیوں کا سماں آیا بہار آئی"

رمضان المبارک اور اصلاحِ نفس

از مکرم مولوی مقصود احمد صاحب بھٹی مبلغ سلسلہ احمدیہ شیموگہ

رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ اپنے افضال اور برکات الٰہی کے ساتھ ایک بار پھر بڑی شان و شوکت کے ساتھ ہماری زندگیوں میں آگیا ہے۔ اس بابرکت مہینہ کی برکات کے تعلق میں ارشادِ خداوندی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (سورۃ البقرہ)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ تم پر روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے۔ جس طرح اُن لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ تاکہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔

رمضان المبارک کا مہینہ اپنے برکت اور شان کے لحاظ سے اتنا عظیم الشان ہے کہ خدا تعالیٰ کے مومن بندے اس مہینہ میں دیگر گیارہ مہینوں سے کئی گنا زیادہ اخلاقی اور روحانی ترقی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ اس مہینہ کو باقی مہینوں کی نسبت یہ فضیلت ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت اور برکت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ چنانچہ سرکارِ دوعالم مجسم رحمت حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب رمضان داخل ہوتا ہے (یعنی رمضان کا مہینہ آتا ہے) تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ ایک دوسری روایت میں ہے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ اور شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں"

(متفق علیہ)

پھر فرمایا:۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھتا ہے۔ اس کے رمضان سے پہلے کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ جس شخص نے رمضان کی راتوں کا قیام ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے کیا اُس کے پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں جس نے لیلۃ القدر کا قیام ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے کیا۔ اُس کے پہلے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں" (متفق علیہ)

ماہِ رمضان کی عظمت اور برکت کے بارہ میں حضرت امام الزمان علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے۔ صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے۔ اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اُس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے......

مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کر دے جو شخص کہ روزے سے محروم رہتا ہے مگر اُس کے دل میں یہ نیت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اُس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے۔ تو فرشتے اُس کے لئے رکھیں گے۔ بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو۔ تو خدا تعالیٰ اُسے ہرگز ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔ یہ ایک باریک امر ہے کہ اگر کسی شخص پر (اپنے نفس کی کسل کی وجہ سے) روزہ گراں ہے۔ اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہونگے۔ اور یہ ہوگا۔ اور وہ ہوگا۔ تو ایسا شخص جو خدا تعالیٰ کی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور میں اُس کا منتظر تھا کہ آوے اور میں روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۵۶:۲۶)

مندرجہ بالا احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی روشنی میں رمضان کی عظمت اور برکت ہر ایک قاری پر اظہر من الشمس ہے۔ لیکن آج ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم میں سے بہت سے ایسے بھی ہیں جو معمولی بیماری کا بہانہ بنا کر روزہ رکھنے سے کتراتے ہیں۔ اور جب کوئی اُن سے پوچھتا ہے تو نہ صرف معمولی بہانہ کو جھوٹ کی شکل میں بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔ بلکہ وہ اپنے لئے جنت کے دروازے خود بند کر رہے ہوتے ہیں۔ کاش اگر ایسے دوست حضرت مسیح موعودؑ کے اس ارشاد کو سامنے رکھ کر تھوڑی دیر کے لئے سوچیں تو اپنے دل سے اس کا جواب طلب کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں"

(ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۰۳)

حقیقت تو یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"روزہ آگ سے اور زمانہ کی تکالیف اور ہلاکتوں سے بچاؤ کے لئے بطور ڈھال ہے"

(جامع الصغیر)

؎ چل رہی ہے نسیمِ رحمت کی
جو دعا کیجئے قبول ہے آج

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ روزے کی فضیلت اور فوائد پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

● پس روزہ کا ایک روحانی فائدہ یہ ہے کہ انسان کا خدا تعالیٰ سے اعلیٰ درجہ کا اتصال ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ خود اُس کا محافظ بن جاتا ہے۔

● پھر روزوں کا روحانی رنگ میں ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ اُس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا الہام انسانی قلب پر نازل ہوتا ہے۔ اور اُس کی کشفی نگاہ میں زیادہ جلا اور نور پیدا ہو جاتا ہے۔

● روزوں کا ایک روحانی فائدہ یہ بھی ہے کہ اُس سے انسان خدا تعالیٰ سے مشابہت اختیار کر لیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ نیند سے پاک ہے۔ انسان ایسا تو نہیں کر سکتا کہ وہ اپنی نیند کو بالکل چھوڑ دے مگر وہ اپنی نیند کے ایک حصہ کو روزوں میں خدا تعالیٰ کے لئے قربان ضرور کرتا ہے۔ سحری کھانے کے لئے اُٹھتا ہے۔ تہجد پڑھتا ہے۔ عورتیں جو روزہ نہ بھی رکھیں وہ سحری کے انتظام کے لئے جاگتی ہیں۔ کچھ وقت دعاؤں میں نماز میں صرف کرنا پڑتا ہے۔

● پس روزوں کا ایک بڑا فائدہ ہے کہ اس کے ذریعہ انسان کو نیکی کے لئے مشقت برداشت کرنے کی عادت پیدا ہو جاتی ہے۔ انسان دنیا میں کئی قسم کا کام کرتا ہے۔ وہ محنت اور مشقت بھی کرتا ہے۔ وہ آوارگی بھی کرتا ہے۔ وہ ادھر اُدھر بھی پھرتا ہے وہ گپیں بھی ہانکتا ہے۔ بالکل فارغ نہ انسانی دماغ رہتا ہے۔ نہ اُس کا جسم۔ کچھ نہ کچھ کام انسان ضرور کرتا رہتا ہے۔ مگر بعض لغو کام ہوتے ہیں۔ بعض مضر اور بعض مفید اور بعض بہت ہی اچھے لیکن رمضان انسان کو ایک ایسے کام کی عادت ڈالتا ہے جس کے نتیجہ میں

اُسے نیک کاموں میں مشقت برداشت کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔

۵۔ اسی طرح روزوں کا ایک اور فائدہ یہ ہے کہ اُس کے ذریعہ مومنوں کو ایک مہینہ تک اپنے جائز حصوں کو بھی ترک کرنے کی مشق کرائی جاتی ہے۔ انسان گیارہ مہینے حرام چھوڑنے کی مشق کرتا ہے۔ مگر بارھویں مہینہ میں وہ حرام نہیں بلکہ حلال چھوڑنے کی مشق کرتا ہے۔

(بحوالہ تفسیر کبیر المصلح الموعودؓ)

قارئین حضرات! رمضان چونکہ اصلاحِ نفس کا مہینہ بھی کہلاتا ہے اس لئے ہم کو اس مقدس مہینہ میں اصلاحِ نفس کی بھرپور کوشش کرنی چاہیئے۔ اس تعلق میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"رمضان کے مہینہ کو اصلاحِ نفس کے ساتھ خاص جوڑ ہے۔ پس ہمارے بھائیوں اور بہنوں کو چاہیئے کہ وہ موجودہ رمضان میں بھی اس زرّیں موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اور اپنی کسی خاص کمزوری کو سامنے رکھ کر دل میں خُدا سے عہد کریں کہ وہ انشاء اللہ آئندہ ہمیشہ اس کمزوری سے الگ رہیں گے۔ اور کبھی اس کے مرتکب نہیں ہوں گے۔ اس عہد کو کسی پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ظاہر کرنا عام حالات میں اس کی ستاری کے خلاف ہے۔ اس لئے صرف دل میں عہد کرنا کافی ہے۔ مگر یہ عہد ایسا ہو کہ "جان جائے پر بات نہ جائے" کا مصداق بن جائے کیونکہ کان عہد اللہ مسئولا یعنی خدا کے ساتھ کئے گئے عہد کے تعلق قیامت کے دن پرسش ہوگی۔"

نیز رمضان کے روحانی فوائد و برکات کے بارہ میں حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز فرماتے ہیں:-

"پس اگر رمضان بدیوں کو اسطرح مٹا کر جاتا ہے۔ کہ اُس کی تمنائیں مدھم پڑ جاتی ہیں وہ خواہش مرنے لگتی ہیں اور پھر بعد میں اُن کو ارادتاً زندہ کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو بعد میں ممکن ہے۔ ایسا شخص بھی دھوکہ کھا جائے اور گر جائے لیکن عموماً ہم کہہ سکتے ہیں کہ رمضان کچھ بخشش کے سامان اُس کے پیچھے چھوڑ گیا۔"

نیز فرمایا:-

"پس اپنے لئے دُعائیں کریں۔ اور یہ دُعائیں کرتے ہوئے رمضان میں داخل ہوں کہ جو رمضان کے اعلیٰ مقاصد ہیں اُن کو حاصل کرنے والے ہوں۔ ہماری بدیاں جھڑ جائیں۔ ہمارا احتساب کامل ہو۔ اور ہمارا ایمان زندہ ہو جائے۔ اُس کے تقاضے پورے کرتے ہوئے ہم اُس خدا کو پالیں جس کی طرف رمضان ہمیں اُنگلی پکڑ کر لے جا رہا ہے۔ اللہ ہمیں اِس کی توفیق عطا فرمائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱ فروری ۱۹۹۴ء)

پس ایک بار پھر ہماری زندگیوں میں موسم بہار کا بابرکت مہینہ تنویر قلب کے لئے یہ پیغام لے کر آیا ہے کہ ہم وصلِ الٰہی کے لئے بھرپور مجاہدہ کریں۔ اور برکاتِ رمضان کو سمیٹنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم زیادہ سے زیادہ برکاتِ رمضان سے متمتع ہوں۔ اور رضائے الٰہی کے مطابق عابد و شاکر ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم رمضان المبارک میں بھی غفلت کی نیند سوئے رہیں اور ہمارا حال یہ ہو کہ ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

*

اپنے کرم سے بخشش دے میرے خدا مجھے
جب تک کہ دم میں دم رہے اس دین پر رہوں
بے کس نواز ذات ہے تری ہی اے خدا
منجملہ ترے فضل و کرم کے ہے یہ بھی ایک
تیری رضا کا ہوں میں طلبگار ہر گھڑی

بیمارِ عشق ہوں ترا دے تو شفا مجھے
اسلام پر ہی آئے جب آئے قضا مجھے
آتا نظر نہیں کوئی تیرے سوا مجھے
عیسیٰ مسیح سا ہے دیا رہنما مجھے
گر یہ ملے تو جانوں کہ سب کچھ ملا مجھے

(المصلح الموعودؓ)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ اور وقفِ اولاد

از مکرم مولوی محمد نذیر صاحب مبشر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

دُنیا کا کوئی بھی نظام بغیر کسی قربانی کے نہیں چل سکتا چھوٹے سے چھوٹا نظام ہو یا بڑے سے بڑا ہو اُس کے چلانے کے لئے متعلقہ افراد کو وقت کی قربانی تو دینی ہی پڑتی ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنی ساری اولاد خدا تعالیٰ کی راہ میں وقف کی جس نے دینِ اسلام کی بے لوث خدمتوں کے رنگارنگ پھولوں سے دُنیا کو بھرا اور بھرتی چلی جا رہی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کی ہر تحریک کا ہر زاویہ روح پرور اور سحر آمیز ہے آپؓ نے تجلیاتِ ایزدی سے جلا پائی ہوئی روح کے ساتھ جماعت کے سامنے دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوئے درد انگیز الفاظ میں وقفِ اولاد کے متعلق جو تحریک فرمائی اس میں سے چند ارشادات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

"دُنیا میں روپیہ کے ذریعہ کبھی تبلیغ نہیں ہوئی اور جو قوم یہ سمجھتی ہے کہ روپیہ کے ذریعہ وہ اکنافِ عالم میں اپنی تبلیغ کو پہنچائے گی اُس سے زیادہ فریب خوردہ کوئی نہیں زندگی کی علامت یہ ہے کہ ہر شخص اپنی جان لے کر آگے آئے اور کہے اے امیر المومنین یہ خدا اور اُس کے رسول اور اُس کے دین اور اسلام کے لئے حاضر ہے۔ جس دن سے تم یہ سمجھ لوگے کہ تمہاری زندگیاں تمہاری نہیں بلکہ اسلام کے لئے ہیں جس دن سے تم نے محض دل میں ہی یہ نہ سمجھ لیا بلکہ عملاً اس کے مطابق کام بھی شروع کر دیا اُس دن تم کہہ سکو گے کہ تم زندہ جماعت ہو۔ ...... احمدیت کی ترقی بغیر قربانی اور بغیر وقف کے نہیں ہو سکتی میں دوسرے نوجوانوں کو بھی اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ... اُنہیں بھی اِس چیز کا احساس ہونا چاہیئے سینکڑوں ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خدمتِ دین کیلئے وقف کیا مگر سینکڑوں انتظار کرنے والے بھی آگے آئیں تا اُن کے نام بھی خدا تعالیٰ کے رجسٹر میں لکھے جائیں۔"

(الفضل ۱۲ فروری ۱۹۵۵ء)

"ایسے احمدی جن کو خدا تعالیٰ نے ماشاء اللہ بہت ذہین اور قابل اولادیں عطا فرمائی ہیں اُن کو مالی مشکلات سے بھی بچایا ہے۔ مگر وہ اُن کو اپنی ملکیت جان کر خدا تعالیٰ کے رستے میں پیش کرنے سے کتراتے ہیں اُن کیلئے حضرت مصلح موعودؓ کے یہ الفاظ فکر کا باعث ہیں۔

"فرمایا اگر تم دین کی خاطر اپنی اولادیں دینے کے لئے تیار نہیں ہو گے تو خدا تعالیٰ تمہاری اولادیں شیطان کو دیدیگا یاد رکھو دُنیا میں کسی کی اولاد اس کے پاس نہیں رہتی اگر تمہاری اولاد خدا کی ہو کر نہیں رہے گی تو وہ شیطان کی ہو جائے گی اگر تمہاری اولاد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں اپنی جانیں نہیں دے گی تو وہ ابلیس کے راستہ میں مریگی۔"

(خطبہ بیان فرمودہ ۱۹۳۵-۱-۲۴)

فرمایا:-

"یاد رکھو اگر تم خدا تعالیٰ کے سامنے مونہہ دکھانے کے قابل بن کر جانا چاہتے ہو۔ اگر تم نہیں چاہتے کہ قیامت کے دن تمہارے چہروں پر کول تار مَلا جائے اگر تم نہیں چاہتے کہ تمہیں قیامت کے دن تمام اگلی اور پچھلی نسلوں میں شرمندہ اور ذلیل ہونا پڑے تو تمہیں اپنی ذمہ داریوں کو جلد سے جلد سمجھنا چاہیئے اور دین کی حفاظت کے لئے اپنی نسلوں کو پیش کرنا چاہیئے اب وقت ہے کہ تم ہوشیار ہو جاؤ اور اب وقت ہے کہ تم دُنیا داری کی روح کو بالکل کچل دو۔ ورنہ تمہارا وہ دعوےٰ جو بیعت کے وقت تم اپنے امام کے ہاتھ پر کرتے ہو کہ ہم دین کو دُنیا پر مقدم رکھیں گے وہ ایک جھوٹ ہے وہ ایک لاف ہے وہ ایک بے دینی کا کلمہ ہے اور وہ تمہاری بے ایمانی پر دلالت کرتا ہے۔"

(الفضل ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء)

فرمایا:-

"تمہارے لئے اب موقعہ ہے کہ تم قربانی کرکے اپنے آپ کو اور اپنی نسل کو کہیں سے کہیں لے جاؤ جب وہ دن آئے گا کہ ترازو کے ذریعہ باپ دادوں کے کام کا بدلہ دیا جائے گا تو تم لوگ جو وقف سے بھاگتے ہو تمہاری اولاد کو یہ حق نہیں ہوگا کہ وہ معزز قرار دی جائے اُس دن اُن کی اولاد کو عصمت دیا جائے گا جو اَب قربانی کیلئے اپنے آپکو پیش کریں گے اور یہی لوگ خدا تعالیٰ کے نزدیک معزز اور مقبول ہونگے۔"

(الفضل ۲۳ مئی ۱۹۶۲ء)

پس ان ارشادات کی روشنی میں ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے ایسی اولاد عطا فرمائی ہے جو نظام سلسلہ کے تحت خدمتِ دین کیلئے وقف ہو سکتی ہے اُس کو وقف کریں اور خدا کے ابدی انعام کو حاصل کرنے کے وارث بنیں۔ آمین *

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی اہم عبادت "اعتکاف"

از مکرم مولوی رشیق احمد صاحب طارق مبلغ سلسلہ

رمضان المبارک کا آخری عشرہ اپنے جلو میں بے شمار برکات و فیوض لاتا ہے۔ اس آخری عشرہ میں روزوں، نماز تراویح، تہجد، ذکر الٰہی کی عبادات کے علاوہ ایک خاص عبادت اعتکاف ہے۔ اعتکاف کا مطلب کسی چیز سے رُک جانا، گوشہ نشینی اختیار کر لینا دُنیا کے تمام کاروبار اور مصروفیات کو ترک کر کے محض حصول رضائے باری تعالیٰ کے لئے اللہ کے گھر یعنی مسجد میں ٹھہرنا ہے۔ ویسے اعتکاف کی ہر سانس عبادت ہے جب تک مسجد میں رہے گا اُس کے نامۂ اعمال میں ثواب درج ہوتا رہے گا۔

پس رمضان المبارک کا آخری عشرہ اپنے ساتھ بے شمار برکات و فیوض لاتا ہے۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جو عام دنوں میں بھی بہت عبادت فرمایا کرتے تھے مگر جب آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو گویا کلیتہً عبادت کے لئے وقف ہو جایا کرتے تھے اور دیکھنے والا یہ سمجھتا تھا کہ آپ نے عبادت کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔

چنانچہ بخاری شریف میں آتا ہے حضرت ام المومنین عائشہ روایت کرتی ہیں کہ:-

"قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَہٗ وَاَحْیَا لَیْلَتَہٗ وَاَیْقَظَ اَھْلَہٗ۔"

یعنی جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو نبی کریمؐ اپنے کمر بند کو مضبوطی سے کس لیتے اور رات کو زندہ کرتے یعنی عبادت الٰہی میں گذارتے اور اپنے گھر والوں کو جگاتے تھے۔

اسی طرح آپ اس عشرہ میں اعتکاف کے ذریعہ عبادات اور ذکر الٰہی کا خاص اہتمام فرماتے تھے چنانچہ حدیث بخاری میں ذکر آتا ہے:-

"عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْتَکِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ۔"
(بخاری)

عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دن اعتکاف کیا کرتے تھے۔

چنانچہ اعتکاف کی فضیلت اور اہمیت کے متعلق حدیث میں حضرت ابن عباس سے یوں روایت ملتی ہے کہ:-

"اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِی الْمُعْتَکِفِ ھُوَ یَعْکِفُ الذُّنُوْبَ وَیُجْرٰی لَہٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ کَعَامِلِ الْحَسَنَاتِ کُلِّھَا۔"
(ابن ماجہ)

کہ رسول اللہؐ نے اعتکاف کرنے والے کے متعلق فرمایا کہ وہ گناہوں سے رُک جاتا ہے اور اُس کیلئے نیکیاں جاری ہو جاتی ہیں اُس شخص کی طرح جو سب نیکیوں کو کرنے والا ہو۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ ہر رمضان میں دس دن تک اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور جس سال آپ کی وفات ہوئی اُس سال آپ نے ۲۰ دن اعتکاف فرمایا۔

پس اس عشرہ میں اعتکاف بیٹھنا اور عبادات و ذکر الٰہی کا خاص اہتمام کرنا سنت موکدہ ہے یہی وہ بابرکت عشرہ ہے جس میں لیلۃ القدر آتی ہے جس کے بارہ میں فرمان نبوی ہے کہ:-

"تَحَرَّوْا لَیْلَۃَ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ۔"

یعنی لیلۃ القدر ماہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں (یعنی ۲۱-۲۳-۲۵-۲۷-۲۹) کی تاریخوں میں تلاش کرو۔

چنانچہ حضورؐ نے فرمایا کہ وہ مبارک گھڑی اگر کسی خوش نصیب کو نصیب ہو جائے تو وہ یہ دُعا کرے کہ:-

"اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔"

یعنی اے خدا تو نہایت درجہ عفو و درگذر کرنے والا ہے اور درگذر کرنا تیرے حضور پسندیدہ امر ہے پس تو میری کوتاہیوں اور غفلتوں سے بھی درگذر فرما۔

لیلۃ القدر کے بارہ میں مسلمان آج تک غلطی میں مبتلا ہیں اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ لیلۃ القدر ۲۷ تاریخ کو ہی آتی ہے چنانچہ اس رات کو بڑے اہتمام کے ساتھ پوری رات جاگتے ہیں اور مولود، نعت، قوالیاں پڑھتے ہیں۔ اگر یہ رات ۲۷ تاریخ کو ہی ہوتی تو حضورؐ مذکورہ بالا حدیث کے ذریعہ اپنی اُمت کو طاق راتوں میں تلاش کرنے کی ہرگز تلقین نہ فرماتے۔ اس لئے ایسے تمام مسلمان جو غلطی خوردہ ہیں جو ۲۷ ویں رمضان کو ہی لیلۃ القدر ڈھونڈتے ہیں اُنہیں اپنی اصلاح کر لینی چاہیئے اور فوراً فرمان نبویؐ کے مطابق طاق راتوں میں سنت نبویؐ کے مطابق تلاش کرنا چاہیئے۔

لیلۃ القدر کی اہمیت اور اُس کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:-

لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔

یعنی یہ عظیم الشان رات ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے اور اس رات میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر قسم کے فرشتے اور کامل روحیں تمام دینی و دنیوی اُمور لے کر اُترتے ہیں۔ پھر فرشتوں کے اُترنے کے بعد سلامتی ہی سلامتی ہوتی ہے۔ اور یہ حال صبح کے وقت تک جاری رہتا ہے۔

چنانچہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ:-

"رمضان کا مہینہ تمہیں ملا ہے اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار راتوں سے بھی بہتر ہے جو اس سے محروم رہا وہ تمام نیکیوں سے محروم رہا۔ اور فرمایا کہ تم اس کی بھلائی سے محروم نہ ہونا۔ مگر بد نصیب ہے وہ انسان جو اس کی بھلائی سے محروم رہے گا۔" (بخاری)

معتکف کی فضیلت

پس اعتکاف رمضان المبارک کی ایک خاص عبادت ہے۔ اعتکاف کرنے والا اعتکاف کی حالت میں فرشتوں کی طرح ہو جاتا ہے جس طرح فرشتے ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔ اسی طرح اعتکاف بیٹھنے والا بھی عبادت اور ذکر الٰہی میں وقت صرف کرتا ہے۔ اعتکاف کرنے والا اللہ کے گھر یعنی مسجد میں ٹھہرتا ہے۔ اس لئے وہ اللہ کا مہمان ہوتا ہے۔

معتکف کیلئے شرائط

اعتکاف کرنے والا سوائے اشد مجبوری کی حالت کے مسجد سے باہر نہیں آ سکتا۔ گویا اعتکاف کرنے والا اپنے تمام بدن اور سارے وقت کو اللہ تعالیٰ کیلئے وقف کر دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے تمام جھگڑوں اور دیگر گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔

اعتکاف کی حالت میں نیک اور اچھی باتوں میں مصروف رہنا چاہیئے۔ اور فضول باتوں سے بچنا ضروری ہے۔ اعتکاف کے اوقات ہمیشہ قرآن کی تلاوت کرنا درود شریف پڑھنا تسبیح و تحمید نوافل اور دُعاؤں میں گذارنے چاہئیں۔

رمضان کے آخری عشرہ یعنی ۲۰ رمضان کا دن ختم ہونے سے پہلے اور عید کا چاند نظر آجانے کے بعد تک اعتکاف بیٹھنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی بے شمار برکات و فیوض سے مستفیض فرمائے اور پیارے آقا فداہٗ یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کے مطابق یہ بابرکت ایام بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

★

جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا!

از مکرم سید فضل نعیم صاحب احمدی معلم وقفِ جدید جماعت احمدیہ کرڈا پلی اڑیسہ

خدا تعالےٰ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو عطا ہونے والا قدرت، رحمت اور قربت کا روشن نشان عطا کیا۔ مُصلح موعودؓ کے بارے میں عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

مَظْهَرُ الْأَوَّلِ وَ الْآخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَأَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضا مندی کے عطر سے ممسوح کیا۔

متواتر چالیس دن ہوشیار پور میں چلّہ کشی کے بعد خدا تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی دُعاؤں کو قبول کیا اور ایک عظیم الشان فرزند کی بشارت دی جیسا کہ انبیاء گذشتہ کی تاریخ ہمیں بتلاتی ہے ہر نبی نے اپنی اولاد اور اپنے مشن کی تکمیل کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور دعائیں کی ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ذریت کے لئے دُعا فرمائی۔ اسی طرح سنّت انبیاء کی اقتداء میں بروز ابراہیم حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چالیس روز تک لگاتار خصوصی دُعا کی کہ آپؑ کے بعد اسلام کی برتری اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان اور قرآن مجید کی صداقت دُنیا پر ظاہر ہو۔ سو ان متضرعانہ دُعاؤں کے نتیجہ میں خدا تعالےٰ سے الہام پاکر آپؑ نے ایک ایسے موعود فرزند کی ولادت کی مہتم بالشان پیشگوئی فرمائی جس کی بے شمار علامات میں سے ایک علامت یہ بھی بیان کی گئی کہ

"جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔"

چنانچہ وہ موعود فرزند عین پیشگوئی کے مطابق پیدا ہوا اور جلد جلد بڑھا۔ اُس کے آنے سے جو بے شمار برکتیں اور رفعتیں اسلام کو نصیب ہوئیں اور متواتر اللہ تعالیٰ کا جلال ظاہر ہوتا رہا۔ اس کی سینکڑوں مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ لیکن یہاں صرف چند پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات کا صدمہ۔ اس سے ہٹ کر اللہ تعالیٰ کی مشیت اپنا کام کر رہی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موعود فرزند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کو خلافت کے لئے تیار کیا جارہا ہے اللہ تعالےٰ کا جلال ظاہر ہوا آپؓ مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے وہ آگ جو دشمنانِ خلافت نے بھڑکائی تھی اُسے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و رحمت سے ٹھنڈا کر دیا۔ گویا کہ "جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوا۔"

۱۹۳۴ء میں مجلس احرار کے ذریعہ ایک اور ابتلاء جماعت پر آیا۔ تو حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے روح پرور خطبات اور دلوں کی گہرائیوں میں اُتر جانے والے ارشادات کے ذریعہ جماعت کو مالی قربانی و جانی قربانی کے ایسے مقام پر کھڑا کر دیا کہ اُس نے ہزاروں نہیں کروڑوں روپے کے ڈھیر اپنے آقا کے قدموں میں لا کر ڈال دیئے۔ جماعت کے اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد اپنے محبوب آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جذبہ خدمتِ دین سے سرشار ہو کر اکنافِ عالم کی وسعتوں میں پھیل گئے۔ مخالفین نے اپنی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگا کر احمدیت کو مٹانے کے لئے ہر قسم کی کوششیں کیں۔ لیکن خدا تعالےٰ کے وعدہ کے مطابق کہ "كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَ رُسُلِي" کے تحت نبی اور نبی کے ماننے والے کامیاب و کامران ہوئے۔ احمدیت کے شدید ترین دشمن احراری پارٹی کے لیڈر عطاء اللہ شاہ بخاری نے اعلان کیا کہ

"مسیح کی بھیڑو! تم سے کسی کا ٹکراؤ نہیں ہوا۔ جس سے اس وقت سابقہ ہوا ہے یہ مجلس احرار ہے اس نے تمہاری ٹکڑے ٹکڑے کر دینا ہے۔ ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے۔"

یہ تھا احراری پارٹی کے لیڈر عطاء اللہ شاہ بخاری کا عزم لیکن دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئی جو جماعت احمدیہ کے حق میں تھی وہ شان سے بڑی کامیابی کے ساتھ پوری ہوئی حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا:۔

"بڑے زور آور حملوں سے سچائی ظاہر ہو گی۔"

احرار پورے زور ساز و سامان اور ہتھیاروں سے لیس دعوؤں کے ساتھ قادیان کی مقدس بستی میں داخل ہوتے ہیں۔ اِدھر خدا کا برحق خلیفہ حضرت مصلح موعودؓ مٹھی بھر افراد کو لے کر خدائے ذوالجلال کے آستانہ میں سجدہ ریز ہوتے ہوئے الٰہی بشارت کے مطابق یہ اعلان کرتا ہے کہ "مَیں احرار کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکلتی ہوئی دیکھتا ہوں۔"

کیا ایمان افروز نظارہ ہے آج کہاں ہیں وہ افراد اور قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے والے اُن کے نام نہاد لیڈر۔ کہیں اُن کا نام و نشان بھی دکھائی دیتا ہے؟ خدا تعالےٰ نے اُن احراری پارٹیوں کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹا دیا اور احمدیت ایک نئے گلستان میں ظاہر ہوئی۔ جس کا نام تحریک جدید رکھا گیا۔

یہ تحریک الٰہی بشارت کے مطابق حضرت مصلح موعودؓ نے فرمائی اور آج دُنیا میں احمدیت کی ترقی دراصل اسی تحریکِ جدید کے چندوں کی برکت سے اکنافِ عالم میں ہے لیکن اس کے برعکس احراری پارٹی کے لیڈر عطاء اللہ بخاری عبرت کا نشان بنا۔

۱۹۴۷ء میں ایک اور آگ مُسلط ہوتی ہے ہر طرف خوں ریزی۔ قتل و غارت۔ لوٹ مار۔ ہر نفس بے قرار اور مضطرب ہے۔ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی فکر نہیں بلکہ اپنے آقا کی فکر ہے۔ فرزندانِ احمدیت اپنے آقا کا دامن تھامے خدا کے حضور سجدہ ریز عاجزانہ دُعاؤں میں لگے ہوئے ہیں۔ دُعائیں قبول ہوئیں۔ اور قادیان کی مقدس بستی سے ہجرت کر کے ایک قطعہ زمین بے آب و گیاہ وادی غیر ذی ذرع کی طرف رہنمائی ہوئی۔ اللہ تعالےٰ کی منشاء کے مطابق جماعت کو اس جگہ آباد فرمایا اور بعد میں اس جگہ جماعت احمدیہ کا دوسرا مرکز ربوہ قرار پایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے واقعہ کو پھر ایک بار بروز ابراہیم کی ذریت میں دہرایا گیا۔ آج اس مقدس مقام کا نام ربوہ ہے۔ جہاں سے اسلام کے نور کی شعائیں دُنیا میں پھیل رہی ہیں۔ جہاں انسان تو کجا جانور بھی نہیں بستے تھے۔ آج وہ زمین جنت نشان بنی ہوئی ہے۔

۱۹۵۳ء کی بات ہے احمدیت کو صفحہ ہستی سے مٹانے کیلئے بڑا پروگرام کیا گیا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے پیارے خلیفہ حضرت مصلح موعودؓ کی دُعاؤں کی برکت سے بہت بڑے ابتلاء اور آزمائش کے دور سے جماعت کو خدا نے بچا لیا۔ چونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی وہ پیشگوئی جو حضورؑ نے اپنے فرزند جلیل کی پیدائش سے قبل خدا تعالیٰ سے یہ اطلاع پاکر اعلان کیا تھا کہ اس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ خدا تعالیٰ سے دُعا ہے مولا کریم حضرت مصلح موعودؓ پر ہزار ہا رحمتیں نازل فرمائے۔ (آمین)

؎ ملت کے اس فدائی پر رحمت خدا کرے

تقریب رخصتانہ

خاکسار کی بھانجی عزیزہ طیبہ کلثوم صاحبہ بنت مکرم ناصر احمد صاحب فوجی کی تقریب رخصتانہ ۱۴ جنوری کو عمل میں آئی اس موقعہ پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے اجتماعی دعا کرائی بعدہ بارات وڑے والی روانہ ہوئی گاؤں کے غیر مسلم معززین بھی بارات میں تشریف لائے اور اس پُر وقار تقریب سے بہت متاثر ہوئے اللہ تعالےٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے ہر جہت سے مبارک فرمائے۔ آمین۔ (قریشی محمد فضل اللہ)

لیلۃ القدر کی شرعی حقیقت اور روحانی برکات

از مکرم بشیر احمد صاحب زاہد راولپنڈی (پاکستان)

لیلۃ القدر کو ہماری شریعت میں بڑی اہمیت حاصل ہے خود خدا وند تعالیٰ فرماتے ہیں

"لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ"

کہ لیلۃ القدر اپنی برکتوں اور عظمتوں کی وجہ سے ہزاروں مہینوں سے بہتر ہے۔ وہ اپنے روحانی فیوض و تلطفات کی بناء پر ہزاروں شہرتوں اور عالموں سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ اس میں قرب الٰہی کی وہ بے بہا دولت اور گراں قدر عزت ملتی ہے جو ہزاروں عالموں اور شہرتوں کے ہزاروں مہینوں تک میسر آنے پر بھی نصیب نہیں ہوتی چنانچہ یہی وہ مبارک رات ہے جس کی پیشانی پر یہ تمغہ فضیلت مجھومر بن کر چمکتا ہے

"تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ"

کہ اس رات ملائکۃ اللہ اور روح الامین خدائی حکم کے مطابق سلامتی بھرا پیغام لے کر زمین پر اترتے ہیں۔ پس اس سے بڑھ کر کسی رات کی کیا خوش نصیبی ہوگی! کہ اس میں عرش کے نشان رب العالمین جنہوں نے تخلیق آدم پر أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ کی صدا بلند کی تھی۔ اب خود ان کی خاطر سلامتی و محبت کا خدائی پیغام لیکر زمین پر اتریں

پھر لیلۃ القدر کی عظمت و اہمیت خود اس کے نام سے بھی نمایاں ہے کیونکہ لیلۃ القدر کے معنوں میں یہ روح نواز حقائق سمو دیئے گئے ہیں۔ کہ

(۱) لیلۃ القدر اپنی روحانی برکات و تفضلات کے لحاظ سے دنیا کی باقی سب راتوں کے برابر ہے چنانچہ عرب کہتے ہیں

"هٰذَا قَدْرُ هٰذَا"۔ ای "مماثلہ و مساویہ" کہ هٰذا قدر هٰذا

یعنی "یہ چیز اس چیز کے مماثل اور برابر ہے" پس ثابت ہوا۔ لیلۃ القدر باقی سب راتوں سے اپنی قدر و قیمت میں برابر ہے۔

(۲) لیلۃ القدر کے معنے ہیں۔ عزت و حرمت والی رات۔ جو ہمیشہ ہی عزت و حرمت کی نگاہ سے دیکھی گئی۔ اور دیکھی جائے گی۔ لہٰذا جو لوگ اس کی عزت و حرمت قائم کریں گے وہ ہمیشہ ہی عزت و حرمت پائیں گے۔

(۳) لیلۃ القدر سے مراد وقار والی رات ہے۔ اور وقار چونکہ بوجھ عقل اور سمجھ کو کہتے ہیں۔ اس لئے لیلۃ القدر سے مراد وہ رات ہے جو اپنے روحانی فیوض و برکات کے لحاظ سے بڑی بوجھل اور گراں بار ہے اور اس کی روحانی برکات انسانی عقل و فہم کی آرائش و زیبائش کا موجب ہیں۔ نہ کہ اسکے نقصان و زیاں کا سبب!!

(۴) لیلۃ القدر کے معنے ہیں غنا والی رات جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ رات اپنے دامن رحمت میں تمام بنی نوع انسان کی دینی اور روحانی کل ضرورتوں کے پورا کرنے کے تمام سامان لے کر آتی ہے۔ اور اس وقت آتی ہے۔ جب ایک عاشق صادق اپنے محبوب حقیقی کے فراق میں تڑپ تڑپ کر اس کے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہونے کے لئے فریاد کناں ہوتا ہے۔

(۵) لیلۃ القدر سے مراد قوت والی رات ہے جس میں جو کوئی بھی عاجزی اور فروتنی سے آستانۂ الوہیت پر گر کر اس سے قوت و طاقت کا طلب گار ہوتا ہے، وہ اس کو ضرور اپنے سرچشمۂ قدرت سے فیض یاب کرتا ہے۔

(۶) لیلۃ القدر کے ایک معنے سہولت والی رات کے بھی ہیں اور اس سے بڑھ کر اور کیا سہولت ہوگی۔ کہ ایک عاشق صادق جو مدتوں فراق الٰہی میں تڑپتا ہے پہاڑوں اور غاروں میں جا کر چیختا اور چلاتا ہے

الٰہی دن یونہی گزریں تڑپتے تیری فرقت میں
تیرے ملنے کا کیا کوئی بھی ساماں ہو نہیں سکتا

جب یہ رات افق عالم پر اپنی تمام تر نورانی تجلیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔ تو محبوب ازلی کے دیدار عام کی منادی ہو جاتی ہے۔ تب زمین پر فرشتے اس کے حکم سے سلامتی و محبت کا پیغام لے کر اترتے ہیں۔ اور خود خدا تعالیٰ کا نور بھی براہ راست عرش سے فرش پر تجلی بار ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ کائنات عالم خوشی و سرمستی اور وجد میں جھومنے لگتی ہے

مذکورہ بالا بیان سے ظاہر ہے۔ کہ لیلۃ القدر کی شرعی حقیقت و اہمیت کیا ہے؟۔

مگر اب قابل غور یہ سوال ہے۔ کہ وہ رات جس کی اس قدر عظمت و اہمیت بیان کی گئی ہے وہ ہے کون سی رات۔ سو عرض ہے کہ دنیا کی ہر ادبی زبان میں رات سے مراد ہر عام رات بھی ہے اور اس سے مراد مصائب و مشکلات کا دور زمانہ بھی ہے۔ جب کوئی قوم یا اس قوم کے کچھ افراد مصائب و مشکلات کی شدتوں اور تلخیوں سے گھبرا کر بے ساختہ کہہ اٹھتے ہیں کہ "مگر ہم کیا کریں کہ جن کے دن بھی ہو گئیں راتیں"۔ چنانچہ عالم اسلام کی یہی مشکلات و مصائب تھیں۔ جن کی بناء پر سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کہا تھا ؎

دن چڑھا ہے دشمنان دین کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج نکل باہر کہ میں ہوں بے قرار

عربی زبان میں جہاں لیل اور لیلہ کے معنے رات کے ہیں وہاں عرب لوگ لیل کو نہار اور لیلہ کو یوم کے مقابلہ میں بولتے ہیں جس سے ظاہر ہے۔ کہ لیل سے مراد محض رات ہے لیکن لیلہ سے مراد رات اور مشکلات و مصائب کا طویل زمانہ بھی ہے۔ چنانچہ عربی زبان کا قاعدہ ہے۔ کہ جب اسم فاعل یا صفت مشبہ کے آخر میں تاء لگائی جاتی ہے۔ تو ان کے معنوں میں وسعت اور زیادتی پیدا ہو جاتی ہے پس عربی میں لیل سے مراد رات یا مشکلات و مصائب کا ایک لمبا زمانہ ہوگا۔

اور یہ بڑی ایمان پرور بات ہے کہ قرآنی اسلوب بیان میں بھی اس محاورہ کو ملحوظ رکھا گیا ہے چنانچہ قرآن مجید میں ۷۱ بار لیل کا لفظ استعمال ہوا ہے جہاں ہر جگہ دن کے مقابل آنے والی رات ہی مراد ہے۔ لیکن آٹھ مقامات پر لیلہ کا لفظ آیا ہے۔ جن میں سے ہر ایک جگہ اس سے مراد وہ رات یا زمانہ ہے۔ جب کلام الٰہی اور اس کے متعلقات کا نزول ہوتا ہے۔

لفظ لیلہ کے یہ دونوں معنے بڑے غور طلب اور ایمان افروز ہیں۔ اور یہ دو ہوتے ہوئے بھی در اصل ایک ہی ہیں کیونکہ جب کلام الٰہی اور اس کے متعلقات کے نزول کا زمانہ نئی آسمانی روشنی لیکر اپنا جلوہ دکھا رہا ہوتا ہے اور اس زمانے میں بھی جب رمضان کا مہینہ عشق الٰہی کی آگ کی سوزش و تپش کو فزوں تر کرنے کے لئے آتا ہے تو وہ اپنے جلو میں لیلۃ القدر کی ساری کی ساری برکتیں اور رحمتیں لے کر مومنوں کو ان سے فیض یاب کرتا ہے۔ اور جب یہ رحمتوں اور برکتوں سے معمور زمانہ گزر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نظر کرم پھر بھی اپنے بندوں کے شامل حال رہتی ہے۔ اور وہ ہر سال ان کے دلوں میں سوزش محبت کو نمایاں اور تیز تر کرنے کے لئے رمضان کو بھیج دیتا ہے اور پھر مومنوں کی بے قراری اور اضطراری کیفیتوں کو دیکھ کر ان کے لئے اپنی رحمت سے لیلۃ القدر کو روئے زمین پر جلوہ گر کرتا ہے۔ اور مومنوں کو اپنی محبت اور عشق کی بے بہا دولت سے مالا مال کرتا ہے اور ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور ان کی مرادیں پوری کرتا ہے اور ان کو اپنے الہام و کلام کی سعادت سے بہرہ ور کرتا ہے۔

اور یہ قرآن مجید سے ظاہر ہے کہ جب گمراہی و ضلالت کے گھنگھور بادل دنیا پر امڈ آتے ہیں۔ اور فسق و فجور کے سیاہ اندھیارے دنیا کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں۔ تو وہ زمانہ ایک طویل رات ہوتی ہے

جس کے اندھیاروں سے اہل دنیا کو نجات دلوانے کے لئے مامورانِ الٰہی دنیا میں تشریف لاتے ہیں۔ چنانچہ بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت خود خدا تعالےٰ فرماتے ہیں۔

"قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ يَهْدِي بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ"
(مائدہ ع۳)

کہ دنیا پر کفر و شرک کی ایک تاریک و تار رات مسلط ہو چکی تھی۔ اور اس کے اندھیاروں سے دنیا کو بچانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو مجسم نور بنا کر اور کتاب مبین دے کر مبعوث فرمایا۔ تاکہ وہ گمراہی و ضلالت کی شب دیجور کی ظلمتوں کے پردے چاک کریں اور مخلوق خدا کو اس کے نورِ محبت کی روشنی میں صراطِ مستقیم پر گامزن کریں۔ تا دنیا سے جہالت و ذلالت کے منحوس سائے چھٹ جائیں اور یہ دنیا چراغِ ہدایت کے انوار فروزاں سے بقعۂ نور بن جائے۔ یہی وجہ ہے کہ سورہ احزاب میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "سراجاً منیرا" کہا گیا ہے پس قرآنی محاورہ زبان کی رو سے ماننا پڑے گا۔ کہ لیلۃ القدر سے مراد حضور پر نور سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانۂ بعثت تھا۔ جب شب و روز خدائی کلام نازل ہو رہا تھا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ سارا کلام الٰہی کسی ایک رات میں نازل نہیں ہوا تھا۔ بلکہ مسلسل تئیس سال تک نازل ہوتا رہا تھا پس

"إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ"

کا ایک یہ بھی مطلب ہے کہ قرآن مجید جس زمانے میں نازل ہوا تھا۔ وہ سارے کا سارا ہی زمانہ لیلۃ القدر تھا۔

دوم:۔ لیلۃ القدر کی تعیین یوں بھی کی گئی ہے کہ اللہ تعالےٰ خود فرماتے ہیں

"لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ"

کہ لیلۃ القدر ایک ہزار مہینوں سے اپنی برکات و حسنات کے لحاظ سے بڑھ چڑھ کر ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں اللہ تعالےٰ نے یہ فرمایا ہے۔ کہ ہر ہزار مہینہ کے بعد مسلمانوں کو لیلۃ القدر اپنا جلوہ دکھاتی رہے گی۔ اور یہ حقیقت ہے کہ اس قدر طویل عرصہ گزر جانے سے ایک صدی کا سرا آجاتا ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا تھا۔

"إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلَىٰ رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا"
(ابوداؤد)

کہ "اللہ تعالےٰ اس امت میں ہر سو سال کے سر پر ایک عظیم مرد کو برپا کیا کرے گا جو اس کے دین کی تجدید کرے گا"

چنانچہ یہ سب کو مسلّم ہے۔ کہ مجددین امت کا زمانہ رحمت و برکت کا زمانہ ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ ان کو رؤیا و کشوف اور الہامات و مخاطبات کی دولت سے نوازتا ہے۔ اور لیلۃ القدر کی یہی سب سے بڑی برکت ہے جن کی بابت خود اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں

"تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ"

کہ اس رات خدا تعالےٰ کے فرشتے اور روح الامین اس کا سلامتی و محبت بھرا پیغام لے کر زمین پر اترتے ہیں۔ چنانچہ انہی مجددین میں سے مجدد آخر الزمان ہیں جن کو مسیح موعود اور مہدی معہود قرار دیا گیا ہے اور مسلم شریف میں ان کو چار دفعہ نبی اللہ کہہ کر پکارا گیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ ان پر وحی نازل ہوگی۔ فرمایا

"فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَىٰ عِيسَىٰ"
(مسلم جلد ۲ باب صفۃ الدجال) کہ "اللہ عیسیٰ پر وحی نازل کرے گا"

پس لیلۃ القدر سے مراد مجددین امت کی بعثت کا زمانہ بھی ہے جو یقیناً اپنی روحانی برکتوں اور نعمتوں کی وجہ سے باقی ساری صدی سے بہتر اور اعلیٰ ہے۔ اور اس کی سب سے بڑی برکت یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ اس زمانے میں ان سے پیار کرتا ہے۔ اور اپنی مخلوق سے پیار کرنے کے لئے اور ان کو اپنا محبوب بنانے کے لئے اپنا الہام و کلام نازل کرتا ہے۔ اور ان پر قرآنی حقائق و معارف کے نئے سے نئے باب کھولتا ہے جس سے آیہ کریمہ "إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ" کی تفسیر ایک نئے انداز سے دنیا کے سامنے آتی ہے۔ اور قرآن مجید ایک نئی معنوی تجلی کے ساتھ دنیا کے سامنے نازل ہو رہا ہوتا ہے۔

سوم:۔ لیلۃ القدر سے مراد ہر انسان کی زندگی کی وہ خاص رات بھی ہے۔ جب وہ خلوص دل اور نیک نیتی سے توبہ کر کے انابت الی اللہ کا راستہ اختیار کرتا ہے اور انتہائی خشوع و خضوع اور درد و کرب سے اس کے آستانہ پر گر جاتا ہے۔ تب اللہ تعالےٰ اس کو اپنی کنار عاطفت میں لے لیتا ہے اور اپنی محبت و الفت کا جام اس کو پلاتا ہے۔ اور اسے اپنی رضا کے عطر سے ممسوح فرماتا ہے اور اپنے الہام و کلام سے نوازتا ہے۔ گویا کہ جس رات بھی کوئی مومن اپنی روحانی بلوغت کو پہنچتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ اس کی نسبت یہ فیصلہ کرتا ہے۔ کہ اب یہ ہمارا بندہ قطعی جنتی ہے۔ تو وہی رات اس شخص کے لئے لیلۃ القدر ہوتی ہے اور اس کے لئے رمضان کی کوئی شرط نہیں ہوتی کیونکہ یہ رات سارے سال میں کسی وقت بھی آسکتی ہے۔

چنانچہ تفسیر ابن کثیر میں مذکور ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور ان کے شاگردوں کا یہ خیال تھا کہ لیلۃ القدر سارے سال میں بھی آسکتی ہے اور اس کے لئے رمضان کی کوئی خصوصیت نہیں ہے
(تفسیر ابن کثیر جلد ۱ صفحہ ۳۴۲)

اور عقلاً بھی اس میں کوئی استبعاد نہیں ہے کیونکہ بعض انسانوں کو حلقہ بگوش اسلام ہونے کے بعد رمضان نصیب نہیں ہوتا۔ کہ موت آجاتی ہے۔ اس لئے ان کے لئے بھی اس کا اہتمام اور بندوبست کرنا ضروری تھا اور پھر جن کو رمضان کے بعد توبہ کی توفیق ملتی ہے ان کے لئے بھی وہی وقت لیلۃ القدر ہوگا جب وہ سچی توبہ کر کے خدا تعالےٰ کی محبت اور رضا کو حاصل کریں گے۔ اور یہ لیلۃ القدر انہی معنوں میں ہوگی جن معنوں میں یہ کہا گیا ہے ؎

میں نے دیکھا ہے وہیں کعبہ جہاں
میں نے ذوق و شوق سے سجدہ کیا

پس اگر کعبۃ اللہ کے باہر بھی خدا مل جاتا ہے اور یقیناً ملتا ہے تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ رمضان کے بعد بھی دنیا میں لیلۃ القدر آسکتی ہے۔ خود خدا تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ" کہ جن لوگوں نے ربنا اللہ کا نعرہ بلند کیا اور پھر وہ اس پر ڈٹ گئے ان پر فرشتے (یہ کہتے ہوئے) اترتے ہیں۔ کہ نہ خوف کھاؤ اور نہ غم کرو۔ اور جنت کی بشارت حاصل کرو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا"۔

اور دراصل لیلۃ القدر کی یہی سب سے بڑی خوبی ہے جس کی بابت فرمایا گیا تھا۔

"تَنَزَّلُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ سَلَامٌ"

کہ اس رات میں فرشتے اور روحِ امین ہر امر کے بارے میں سلامتی کا پیغام لے کر اترتے ہیں۔ پس ماننا پڑے گا کہ جب رمضان کے آگے پیچھے بھی ربنا اللہ کہنے والوں پر فرشتے اتر سکتے ہیں تو پھر وہ لیلۃ القدر بن سکتے ہیں۔

چہارم:۔ لیلۃ القدر سے مراد رمضان مبارک کی وہ خاص رات بھی ہے جس میں قرآن مجید اترنا شروع ہوا تھا۔ مگر چونکہ اس رات کو تاریخی طور پر معین رنگ میں محفوظ رکھنے سے یہ نقصان ہوتا تھا کہ سب مسلمان باقی تمام اسلامی عبادتوں کو نظر انداز کر کے صرف ایک رات کو ہی اپنا قبلۂ مقصود بنا لیں گے۔ اور اس کی عبادات کو ہی اپنا منتہائے مقصد قرار دے لیں گے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے ان کے دلوں میں اپنے عشق کی چنگاری کو زندہ اور شمع محبت کو فروزاں رکھنے کے لئے یہ بندوبست فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفحۂ ذہن سے ہی اس کو محو کر دیا حالانکہ اس کا علم آپ کو بذریعہ خواب دوبار دیا گیا تھا مگر پھر بھی آپ اس کو بھول گئے۔

اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا۔ کہ خدا تعالےٰ چاہتا تھا کہ اگر مسلمان ہر سال ایک پورا ماہ اس کے عشق و محبت میں سرگرداں رہ کر اس کو نہیں گزار سکتے تو کم از کم دس راتیں تو کمال سوز و گداز اور شکر مندی و آہ و زاری سے اس کی

محبت میں گزاریں۔ اور اوقات و خیزان اس کے آستانے پر گر کر اس کو پکاریں اور اس سے دعا کریں۔ تاکہ وہ ان کو سنے اور قبول کرے اور اپنی محبت والفت کے لبالب جاموں سے ان کو سرشار کرے۔

پھر اس میں کیا شک ہے؟ کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرہ کی بھی ایک طاق رات ہے جو ہر سال ہی اپنے جلو میں خدا تعالےٰ کی بے شمار رحمتیں اور برکتیں لے کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتی ہے۔ مگر قابل غور یہ بات ہے۔ کہ جب ہر سال ہی لیلۃ القدر اپنے پورے کروفر اور شان و شوکت سے آتی ہے اور طلبگاران محبت الٰہی بھی اس کے فراق میں تڑپتے ہیں۔ اور راتوں کو جاگتے ہیں اور دنوں کو روزہ رکھتے ہیں اور قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ اس کی بے شمار برکتوں اور رحمتوں سے مالامال نہیں ہوتے! بلکہ ان کی ایک بہت اکثریت کو بڑے غم واندوہ سے یہ کہنا پڑتا ہے ؎

اب وہ شام شام نہیں۔ اب وہ سحر سحر نہیں
کہنے کو یوں تو اب بھی شام بھی سحر بھی ہے

سو لازماً ماننا پڑے گا۔ کہ وہ رمضان جس میں پہلے پہل یہ رات بن سنور کر آئی۔ اور کمال ناز و انداز سے اٹھلاتی ہوئی آئی۔ اور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روح و قلب کو اپنی جلوہ ساماینوں سے جگمگا گئی۔ وہ رمضان کی ہری نہ تھا بلکہ وہ عشق و محبت کی تپش سے معمور رمضان تھا۔ جس میں قلب محمدی میں عشق الٰہی کی ایک آگ بھڑک اٹھی تھی۔ اور جب اس آگ کے شعلے عرش معلّٰی تک پہنچے۔ تو رب العالمین کے دل میں بھی عشق محمدی کی محبت کا فروزنہ شعلہ مشتعل ہو چکا تھا۔ تب دنیا نے وہ نظارہ دیکھا جو کسی نے کہا ہے ؎

الفت کا تب مزا ہے کہ ہو دل وہ بیقرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

اور یہ وہ مقام عشق ہے۔ کہ جب "محبت دو دلوں کی ایک ہی آواز ہوتی ہے۔" اور "محبت خادم و آقا کو اک حلقہ میں لاتی ہے" کے مطابق محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور خدائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہو چکے تھے ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

"ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى"

کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنے خدا کے ملنے کے لیے) اس کے قریب ہوئے اور اس کا خدا (بھی اس کی ملاقات کے شوق میں) اوپر سے نیچے آگیا۔ اور پھر دونوں دو کمانوں کے متحدہ وتر کی شکل میں تبدیل ہو گئے۔ اور ہوتے ہوتے اس سے بھی زیادہ قریب ہو گئے۔"

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام رقم فرماتے ہیں

"رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالےٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور تپش پیدا کرتا ہے (اس لئے) روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا"

پھر مزید تحریر فرماتے ہیں۔

"اہل لغت جو کہتے ہیں۔ کہ رمضان گرمی کے مہینے میں آیا اس لئے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں"

(ملفوظات جلد۲ صفحہ ۲۰۹ و صفحہ ۲۱۰)

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

"رمضان رمض سے نکلا ہے اور رمض کے معنے عربی زبان میں شدید گرمی یا سورج کی تپش کے ہوتے ہیں۔ اور رمضاء کے معنے اس میدان کے ہوتے ہیں۔ جو گرمی کے موسم میں سورج کی براہ راست شعاعوں کی وجہ سے تپ اٹھا ہو۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے ؎

المستجیر بعمرو عند کربتہ
کالمستجیر من الرمضاء بالنار

یعنی عمرو سے مصیبت کے وقت مدد مانگنا ایسا ہی ہے جیسا کہ شدید گرم میدان سے بچنے کے لئے کوئی آگ کی پناہ ڈھونڈے یعنی رمضان کی گرمی آگ کے قریب قریب ہوتی ہے"

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۳۰۵ حصہ دوم)

پھر فرماتے ہیں۔

"رمضان رمض سے نکلا ہے جس کے معنے عربی زبان میں جلن اور سوزش ہیں۔ خواہ وہ جلن دھوپ کی ہو۔ خواہ بیماری کی۔ اس لئے رمضان کا مطلب ہوا۔ کہ ایسا موسم جس میں سختی کے اوقات اور ایام ہوں"

(تفسیر سورہ بقرہ صفحہ ۳۹۱)

پس "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ" کے یہ معنے ہوئے کہ یہ "قرآن مجید اس مبارک مہینہ میں اتارا گیا تھا۔ جس میں عشق الٰہی کی آتش سوزاں نے حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے تن من میں آگ لگادی تھی۔ اور وہ اپنے محبوب و مطلوب خدا کے فراق میں تڑپنے اور جلنے لگے تھے۔ اور ان کی راتوں کی نیند اور دنوں کا سکون مفقود ہو گیا تھا۔ اور آپ نے اس کے وصال کیلئے نہ صرف دنیا کی فرمائش و آرائش کو ہی خیرباد کہہ دیا تھا۔ بلکہ انتہائی شفیق و ہمدرد بیوی کو بھی چھوڑ دیا تھا۔ اور عشق الٰہی میں ہر طرح کی موت قبول کر کے سانپوں اور بچھوؤں کے مسکن میں جا ڈیرا لگایا تھا۔ یہاں تک کہ جب خدا تعالےٰ نے آپکو اپنے عشق میں فنا پایا۔ تو وہ رحیم و کریم خدا خود آپ کی طرف ابدی زندگی کا پانی لیکر آگیا۔ چنانچہ وہ خود کہتا ہے۔

"وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى" کہ اے میرے محبوب! میں نے تجھے اپنے عشق میں حیران و سرگرداں پایا۔ اور منزل مراد تک پہنچایا۔ پس یہی وہ جذبۂ عشق الٰہی اور سوزش محبت خداوندی تھی۔ جو وہاں بھی آپ کو دن رات بے قرار اور سوگوار رکھتی تھی۔ یہاں تک کہ وہ مبارک رات آئی اور پورے کروفر اور شان و شوکت سے آئی۔ جس کی ظلمتوں میں جبرائیل امین نے آپکو مژدہ وصال الٰہی سے شاد کام کیا۔

اور اس سے کسے انکار ہے؟ کہ وصل کی رات ہمیشہ ہی عشق و محبت کی دنیا میں بڑی گراں قدر اور پیار بھری رات ہوتی ہے۔ اور عشاق ہمیشہ ہی اس کی جانفزا کیفیتوں اور دلربا یادوں کو حرز جان بناتے ہیں اور ان یادوں کے تصور میں محو رہتے ہیں اور اس دن کی یادوں کو زندہ و تابندہ رکھنے کے لیے جشن مسرت مناتے ہیں۔ چنانچہ عشق الٰہی کی دنیا میں بھی ہم یہی کچھ دیکھتے ہیں۔ کہ جس رات محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے محبوب خدا سے ہم کلام ہوتے ہیں۔ اور اس کے الہامات و مخاطبات کی لازوال دولت سے مالامال ہوتے ہیں تو خدا تعالےٰ بھی اس رات کو عظیم الشان تہوار کے طور پر زندہ رکھتا ہے۔ اور اس رات کو جشن مسرت منانے کے لئے مومنوں سے ان سب عبادات و ریاضات کا تقاضا کرتا ہے جو اس کے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تک پہنچنے کے لئے سرانجام دی تھیں چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ۔

جونہی محمدی وصال الٰہی کی سالگرہ کے دن نزدیک آتے ہیں تو تمام مسلمانوں کے دلوں میں عشق الٰہی کا ایک بے پناہ سیلاب ابل پڑتا ہے اور ہم ہر سال ہی یہ دلربا منظر دیکھتے آئے ہیں۔ کہ ہر رمضان المبارک کی پہلی شام کو جونہی آسمان کے سیاہ بادلوں کی اوٹ سے ہلال کی خنجر نما باریک کرن چھپتی چھپاتی نمودار ہونے کے لیے ابھرتی ہے تو تاریکیوں کے تمام لشکر اکٹھے ہو کر اسے جادہ کناں ہونے سے روکنے کیلئے اس پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ مگر وہ ہے کہ پھر بھی اپنے جلوۂ تاباں سے اندھیروں کے ان سارے پردوں کو چاک کر کے عشاق الٰہی کے قلوب کو اپنے دیدار سے بھا دیتی ہے۔ پھر جس طرف بھی دیکھو، علم و عرفان کی شمعیں مسکراتی نظر آتی ہیں۔ اور عاشقان الٰہی ہیں۔ کہ دن کو روزہ رکھتے ہیں۔ اور رات نوافل ادا کرتے ہیں۔ نہ وہ دن کو چین کرتے ہیں۔ نہ رات کو آرام بس ایک ہی بے کلی اور بے قراری ہے جو سب کے دلوں پر طاری ہے۔ گویا کہ ہم عملی طور پر یہ دیکھتے ہیں کہ

"رمضان آتے ہی دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور شیطان کو زبردست آہنی بیڑیوں میں جکڑ کر قید کر دیا جاتا ہے۔"

اور یہ سب کچھ اسلئے ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے محبوب کی محبت بھری یادوں کو

کو زندہ رکھنا چاہتا ہے۔ تبھی تو وہ کہتا ہے:

"قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔"

کہ اے میرے محبوب! ان سب سے کہہ دو۔ کہ اگر تم واقعی اللہ سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میرے نقش قدم پر چلو تو اس سے نہ تم عشاقِ الٰہی کے زمرہ میں شامل ہو جاؤ گے بلکہ تم خود خدا کے محبوب و مطلوب بھی بن جاؤ گے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ رمضان المبارک میں جب محبانِ الٰہی روزے رکھتے ہیں۔ اور نوافل ادا کرتے ہیں۔ اور دن رات اس کے فراق میں تڑپتے اور تلملاتے ہیں۔ "نہ دن کو چین آتا ہے نہ شب کو نیند آتی ہے" بلکہ "سناکرتے ہیں راتوں کو ستاروں سے داستاں اپنی" کی تصویر بن جاتے ہیں تو پھر وصلِ الٰہی کا وہ جانفزا اور پُربہار زمانہ آتا ہے جس کو لیلۃ القدر کہتے ہیں۔ اور یہ وہ زمانہ ہے جس کی بابت وہ خود کہتا ہے۔

"اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ"

کہ جب میرے وہ بندے جو رمضان میں دن رات میری محبت میں تڑپتے اور تلملاتے ہیں۔ تجھ سے پوچھیں۔ کہ ہمارا محبوب خدا کہاں ہے؟ تو تو ان کی تسکین و دلداری کے لئے ان کو بتا دینا۔ کہ میں ان کے بالکل قریب ہوں۔ اور اگر ان کا جذبۂ عشق صادق ہے۔ تو میں ان کی پکار کو سنوں گا۔ اور ان کو جواب بھی دوں گا۔ پس چاہیئے۔ کہ وہ عشق کے جملہ تقاضوں کو پورا کریں۔ اور کامل ایمان کا عملی مظاہرہ کریں۔" جس سے ظاہر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کو پہلے سے یہ علم تھا۔ کہ رمضان المبارک میں اس کے عشاق پہ بیقراری اور بے کلی کا زمانہ آئے گا اس لئے اس نے پیشگی انکی دلداری و تشفی کے لئے یہ کہہ دیا تھا

"اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ"

کہ جب میرے بندے تجھ سے رمضان المبارک میں میری بابت دریافت کریں۔ تو ان سے کہہ دینا۔ کہ میں انکے بالکل قریب ہوں (پس وہ کسی قسم کا فکر نہ کریں) میں ان کی پکار کا انکو جواب دوں گا" افسوس آج مسلمان اس خیال کے قائل نہیں رہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا وصل اور اس کا الہام و کلام بھی مل سکتا ہے بلکہ ایک مدت سے وصلِ الٰہی کے اس دروازے پر ایک سنگین فولادی تالا لگا چکے ہیں۔ حالانکہ اس سے کسے بھی انکار نہیں ہے؟ کہ عشق کا منتہائے مقصود ہی محبوب سے ہم کلام ہونا اور اس کے دیدار سے آتشِ فراق کو ٹھنڈا کرنا ہوتا ہے۔ کیا ہی خوب ہے جو کسی نے کہا ہے ؎

عشق ے خواہد کلام یار را
او بپرس از عاشق ایں اسرار را

کہ "عشق کا حقیقی مقصد و مدعا تو اپنے محبوب سے ہم کلام ہونا ہوتا ہے۔ اس لئے اے مخاطب! اگر تجھے اس اسرار سے آگاہی نہیں ہے تو پھر کسی عاشق سے جاکر پوچھ لے" چنانچہ یہی وہ چیز ہے جس کی بابت غالب نے کہا ہے ؎

جی چاہتا ہے چھیڑ کے ہوں اس سے ہمکلام
کچھ تو لگے گی دیر سوال و جواب میں

اور پھر ایک اور جگہ کہتا ہے ؎

محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا
اسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس کافر پہ دم نکلے

مگر کتنے غضب کی بات ہے؟ کہ کافر پر جن کا دم نکلتا ہے۔ وہ تو اپنے محبوب سے ہمکلام ہونے اور اس کے دیدار کی لذت سے ہم کنار ہونے کے لئے تڑپتے اور تلملاتے ہیں۔ لیکن ادھر یہ ہیں۔ جو حسنِ ازل کے عاشقِ صادق ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ مگر دلوں میں کبھی بھی یہ امنگ پیدا نہیں ہوتی۔ کہ ہم بھی اپنے خالق و مالک اور رازق خدا کا دیدار حاصل کریں اور اگر دیدار نہیں تو کم از کم اس کا کلام ہی سن سکیں۔ کیونکہ یہ ناممکن ہے۔ کہ دنیا میں کوئی بھی اپنے مجازی محبوب سے اس کو دیکھے بغیر محبت نہیں کر سکے۔ اور اس سے ہم کلام ہوئے بغیر اس کی محبت پایدار نہیں ہو سکتی تو یہ کس طرح ممکن ہے؟ کہ یارِ ازلی کو دیکھے اور جانے بغیر اس سے محبت کی جائے اور اس سے ہمکلام ہوئے بغیر اس کی محبت کی اعلیٰ رفعتوں اور بلندیوں کو پالیا جائے۔ پس کیا ہی خوب ہے۔ جو اسی بارے میں حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا ہے ؎

دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حسن و جمالِ یار کے آثار ہی سہی

چنانچہ یہی وہ تابناک حقیقت ہے۔ جس کو منظر عام پر ہویدا کرنے کے لئے خدا تعالےٰ نے خود فرمایا ہے۔

"شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْہِ الْقُرْاٰنُ ھُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی"

کہ رمضان کا مہینہ وہ مبارک مہینہ ہے۔ جس میں قرآن مجید ایسی زندگی بخش کتاب نازل کی گئی ہے۔ جو وارفتگانِ محبت الٰہی کو آستانہ خداوندی تک پہنچاتی ہے اور اس کی محبت کی چاشنی سے انہیں لذت یاب کرتی ہے۔ اور اس راستے میں جو شکوک و شبہات اور مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ ان کا قلع قمع کرتی ہے اور ان کو حقیقی ایمان کی لذتوں سے سرشار کرتی ہے اور خدا تعالےٰ سے ملاتی ہے جیسا کہ آیۂ کریمہ

"اِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ"

سے نمایاں ہے۔ کہ عاشقانِ الٰہی کو بالآخر ان کی وارفتگی و دل گرفتگی کا صلہ دیا جاتا ہے اور ان کی تشنگیٔ دیدار کو وصالِ الٰہی کے آبِ زلال سے بجھانے کے لئے لیلۃ القدر میں دیدارِ عام کا بندوبست کر دیا جاتا ہے۔ جب

"تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ"

کا روح پرور نظارہ دیکھنے میں آتا ہے جس کی مزید وضاحت حدیثوں میں یوں کر دی گئی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر شب کے آخری حصے میں سماء الدنیا پر آکر پکارتا ہے۔

"ھَلْ مِنْ سَائِلٍ فَاُعْطِیَہٗ وَھَلْ مِنْ دَاعٍ فَاُجِیْبَ لَہٗ"۔

کہ کوئی ہے۔ جو مجھ سے مانگے تو میں اس کو دوں" اور کوئی ہے۔ جو مجھے پکارے تو میں اس کو جواب دوں"

پس لیلۃ القدر کی یہ عظیم الشان روحانی برکات ہیں۔ کہ اس میں خدا تعالےٰ اپنے فرشتوں کو جبرائیل امین کی ہمرکابی میں دنیا میں امن و سلامتی کا پیغام دے کر بھیجتا ہے۔ اور خود اپنے پیاروں سے اس رات کی خلوتوں میں مجلس راز و نیاز گرم کرتا ہے کیونکہ ہمیشہ سے ہی یہی دستورِ محبت چلا آتا ہے کہ اپنوں کے لئے رات کی تنہائیوں میں ہی مجلس ہوتی ہے۔ اس لئے خدا تعالےٰ بھی اپنے پیاروں سے لیلۃ القدر کی خلوتوں میں ہی مجلس راز و نیاز قائم کرتا ہے۔ اور اس میں ان کی آہ و زاری کو سنتا ہے۔ اور ان کو اپنی طرف سے صدائے محبت و سرود سناتا ہے۔ اور ان کی بے قراری کو قرار سے بدلتا ہے۔ اور ان کے گناہ بخشتا ہے۔ اور اپنے دریائے رحمت سے ان کو خوب سیراب کرتا ہے۔ اور ان کے لئے اپنی خاص تقدیر جاری کرتا ہے جس سے ان کا دنیا میں عزت و وقار قائم ہوتا ہے۔ اور ان کو قوت و طاقت نصیب ہوتی ہے۔ اور ان کے لئے سہولتوں اور اپنی نصرتوں کے دروازے کھولتا ہے اور ان کو دنیا میں کامیاب و کامران فرماتا ہے الغرض! ان کا خدا ان سے خوش ہو جاتا ہے اور وہ اپنے خدا سے خوش ہو جاتے ہیں اور خدا کرے۔ کہ یہ لیلۃ القدر ہمیں بھی نصیب ہو جائے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

قابل تقلید نمونہ

جلسہ سالانہ ۹۴ء کے بابرکت ایام تھے خاکسار اپنے دفتر میں جلسہ سالانہ کی ڈیوٹی میں مصروف تھا اتنے میں ایک نوجوان مبلغ مصلح الدین سعدی صاحب اپنی ننھی سی بیٹی عزیزہ فریحہ سعدی کے ساتھ تشریف لائے بچی کے ہاتھ میں ایک لفافہ تھا جس میں کوئی وزنی چیز معلوم ہوئی بعد سلام بچی آگے بڑھی اور پیارے انداز سے بولی یہ چندہ لے لیں اور لفافہ میری طرف بڑھا دیا۔ بچی نے نماز اور احادیث بھی سنائیں اسکے والد نے بتایا کہ جو بھی پیسہ ہم جیب خرچ کے طور پر اس کو دیتے یہ اپنی بچی میں ڈالتی اور کہتی کہ میں چندہ دوں گی چنانچہ بچی توڑی گئی اور ۱۳۶/۴۰ روپے اس میں سے نکلے۔

عزیزہ فریحہ سعدی حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب جٹ رضی اللہ عنہ سابق ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان کی نواسی اور مکرم فیروز الدین صاحب انور آف کلکتہ کی پوتی ہے۔ احباب دعا کریں کہ بچی وقف نو کے تمام تقاضے پورے کرنے والی ہو۔ (وحیدالدین شمس نائب سیکرٹری وقف نو)

محروم نہیں ہے"

الحکم ۱۰ ردسمبر ۱۹۰۲ء

نیز حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے فرمایا کہ "میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مُبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں۔"

(فرمودہ ۱۴ر جنوری ۱۹۰۱ء ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)

بیمار اور معذور کو خدا تعالیٰ نے روزہ سے رخصت دی ہے اور ایسے افراد کو فدیہ دے کر تلافی کرنا فرض ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہے کہ جب بیمار صحت مند ہو اور معذور کے ٹھیک ہونے کا احتمال ہو تو اُس وقت یہ چھوڑے ہوئے روزے رکھے کیونکہ فدیہ سے روزہ ساقط نہیں ہوتا کیونکہ بعض لوگ جو بہانہ جو ہوتے ہیں وہ فدیہ دے کر سمجھتے ہیں کہ روزہ رکھنے کی کیا ضرورت ہے ایسے لوگ گنہگار ہیں فدیہ کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں

فدیہ کی حکمت :۔ ایک دفعہ میرے دل میں خیال آیا کہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تاکہ روزہ کی توفیق اس سے حاصل ہو۔ خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خدا تعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے۔ وہ اگر چاہیئے٭ تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جائے اور یہ خدا کے فضل سے ہوتا ہے پس میرے نزدیک خوب ہے کہ انسان دُعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مُبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا۔"

(الملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۵۸)

٭ یعنی کسی کو بھی روزہ کی طاقت عطا کر سکتا ہے۔ منہ

روزہ رکھنے کی عمر :۔ بعض لوگ چھوٹی عمر کے بچوں سے بھی روزہ رکھواتے ہیں جبکہ روزہ ہر عاقل اور بالغ پر فرض ہے جو مسافر اور مریض نہ ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا،

"کئی ہیں جو چھوٹے بچوں سے بھی روزہ رکھواتے ہیں حالانکہ ہر ایک فرض اور حکم کے لئے الگ الگ حدیں اور الگ الگ وقت ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک بعض احکام کا زمانہ چار سال کی عمر سے شروع ہو جاتا ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا زمانہ سات سال سے بارہ سال تک ہے اور بعض ایسے ہیں جن کا زمانہ ۱۵ یا ۱۸ سال کی عمر سے شروع ہوتا ہے میرے نزدیک روزوں کا حکم ۱۵ سے ۱۸ سال تک کی عمر کے بچے پر عائد ہوتا ہے اور یہی بلوغت کی حد ہے ۱۵ سال کی عمر سے روزہ رکھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے اور ۱۸ سال کی عمر میں روزے فرض سمجھنے چاہئیں۔ مجھے یاد ہے جب ہم چھوٹے تھے ہمیں بھی روزہ رکھنے کا شوق ہوتا تھا مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیں روزہ نہیں رکھنے دیتے تھے اور بجائے اس کے ہمیں روزہ رکھنے کے متعلق کسی قسم کی تحریک کرنا پسند کریں ہمیشہ ہم پر رعب ڈالتے تھے تو بچوں کی صحت کو قائم رکھنے اور اُن کی قوت بڑھانے کے لئے روزہ رکھنے سے انہیں روکنا چاہیئے اس کے بعد جب اُن کا وہ زمانہ آ جائے جب وہ اپنی قوت کو پہنچ جائیں جو ۱۵ سال کی عمر کا زمانہ ہے تو پھر اُن سے روزے رکھوائے جائیں اور وہ بھی آہستگی کے ساتھ۔ پہلے سال جتنے رکھیں دوسرے سال اُن سے کچھ زیادہ اور تیسرے سال اس سے زیادہ رکھوائے جائیں اس طرح بتدریج ان کو روزہ کا عادی بنایا جائے۔

(الفضل ۱۱ اپریل ۱۹۲۵ء)

روزہ دار کی فضیلت :۔ جو شخص اس بابرکت مہینہ میں اخلاص اور ایمان سے خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر روزے رکھے تو ایسے شخص کو خدا تعالیٰ اجر جزیل عطا فرماتا ہے اور بہت بڑے ثواب کا مستحق قرار پاتا ہے

حضرت ابو سعید خدری بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ خدا کی راہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے روزہ کے بدلہ ستر سال تک اُس کے چہرے سے آگ کو دور کر دیتا ہے

(مسلم۔ ابن ماجہ)

حضرت ام عمارہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کے لئے اس وقت تک دعا کی ۱؎ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ کھانے والا اپنے کھانے سے فارغ ہو جائے

(ترمذی۔ مسند احمد)

حقیقت ہے کہ روزہ دار کے سامنے کھانا نہیں کھانا چاہیئے لیکن اگر کوئی نا سمجھی سے ایسا کرتا ہے تو خدا تعالیٰ جو عرش بریں کا مالک ہے روزہ دار کے لئے فرشتوں کو دعائیں کرنے کا حکم صادر فرما دیتا ہے اور یہ حدیث جو قارئین بدر کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں یہ تو روزہ دار کی فضیلت کو انتہا تک پہنچا دیتی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت بریدہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت بلال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم صبح کا ناشتہ تناول کر رہے تھے حضورؐ نے بلال کو مخاطب ہو کر فرمایا بلال آؤ کھانا کھائیں حضرت بلال نے عرض کی یا رسول اللہ روزہ سے ہوں (نفلی روزہ) جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم جنت میں اپنا رزق بھی کھائیں گے اور بلال کا بچا ہوا بھی پھر فرمایا اے بلال جانتے ہو روزہ دار کی ہڈیاں بھی تسبیح کرتی ہیں اور جب اس کے پاس کھانا کھایا جائے تو فرشتے اس کے لئے بخشش کی دُعا کرتے ہیں۔

(بیہقی)

سبحان اللہ وہ غلام جو اپنے آقا کے قدموں پر اپنی زندگیوں کے نذرانے پیش کرنے کے لئے بے قرار رہتے تھے وہ آقائے دو عالم اپنے غلاموں کو کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

اور ان غلاموں کی تربیت اپنے کمال کو پہنچ جانے کے بعد کہ ہم بلال کا بچا ہوا جنت میں کھائیں گے۔ گویا نفلی روزہ رکھنے پر اس قدر انعام کہ جنت کی بشارت سے سرفراز فرما دیا۔ لہذا وہ کس قدر خوش نصیب ہوں گے جو فرض روزوں کو رکھ کر خدا تعالیٰ سے اجر کے مستحق قرار پائیں گے۔"

اعتکاف :۔ اور یہی وہ بابرکت مہینہ ہے جس کے آخری عشرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی عبادت بجا لاتے یہاں تک کہ حضور کا وصال ہو گیا۔ حضور کے بعد آپ کی ازواج مطہرات بھی اعتکاف فرماتی رہیں۔

(بخاری کتاب الصوم)

اعتکاف کے لغوی معنی ہی کہیں رُک رہنے یا بیٹھنے کے ہیں گویا خدا کے راستے میں انسان گھر بار چھوڑ کر مسجد میں عبادت کی غرض سے بیٹھ جاتا ہے اور جوں جوں رمضان گزرتا جاتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عبادت کو شباب پر لے جاتے ایسا نظر آتا کہ حضور رمضان کو الوداع ہوتے انتہا تک پہنچا دیتے کہ آخری عشرہ میں گھر کو چھوڑ کر مسجد میں رُک جاتے اور یہی عشرہ ہے جس میں لیلۃ القدر تلاش کی جاتی جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے اور اس رات کو آخری عشرہ رمضان میں تلاش کرنے کی تاکید حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اسے طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (بخاری)

اور اس کے ملنے پر تو انسان کی تمام دعائیں قبول ہو جاتی ہیں گویا

چل رہی ہے نسیم رحمت کی
جو دعا کیجئے قبول ہے آج

حضرت عائشہؓ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول اگر مجھے پتہ چل جائے کہ کونسی رات لیلۃ القدر ہے تو میں اس میں کیا دعا کروں فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (مسند احمد ابن ماجہ)

کہ اے اللہ یقیناً تو بہت معاف کرنے والا ہے تو عفو کو پسند کرتا ہے پس تو مجھے معاف کر دعا اور روزہ کا تو چولی دامن کا ساتھ ہے آج دعا ہی تو ہے جو دوسرے مذاہب سے اسلام کو ممتاز کرتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

میں اپنے ذاتی تجربہ سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب و آتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے

(برکات الدعا صفحہ ۱۱)

نیز فرمایا:۔

دعا میں اس قدر اثر ہے کہ اگر کوئی کہے کہ دعا سے پہاڑ چل پڑتا ہے تو میں ..... یقین کروں گا اور اگر کوئی یہ کہے کہ دُعا سے درخت نقل مکانی کر جاتا ہے تو میں اسے سچ مانوں گا..... یہی وہ چیز ہے جو انسان کی رسائی خدا تعالیٰ تک کرا دیتی ہے۔"

(سیرت المہدی روایت نمبر ۹۹۴)

لہذا قبولیت دعا کے اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ ہم سب کو محض اپنے فضل سے متمتع ہونے کی توفیق دے آمین۔

درخواست دعا

مکرم حبیب اللہ صاحب گوملا آف رانچی بہار کے بھائی ڈاکٹر فاروق احمد صاحب آف لندن اپنی اور اہل و عیال کی صحت و تندرستی نیز مرحوم والدین اور ہمشیرہ بشیٰ محمد ایوب صاحب اور خوشدامن اصغری بیگم کی بلندی درجات اور دینی و دنیوی ترقیات کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں [illegible]

۱؎ پاس جب کوئی بے روزہ کھانا کھائے تو فرشتے روزہ دار کے ۔ منہ

صدقۃ الفطر

اسلامی حکموں میں سے جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہیں ایک حکم صدقۃ الفطر کا بھی ہے جو کہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں اور بچوں پر خواہ وہ کسی حیثیت کے ہوں فرض ہے جو شخص اس فرض کو ادا نہ کرسکتا ہو اس کی طرف سے اس کے سرپرست یا مربی کے لئے ضروری ہے کہ وہ ادا کرے۔ بلکہ معتبر روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غلام اور نوزائیدہ بچوں پر بھی صدقۃ الفطر فرض ہے۔

اس کی مقدار ہر ذی استطاعت کے لئے ایک صاع شرعی پیمانہ مقرر ہے۔ جو کم و بیش ۲½ کلو کا ہوتا ہے۔ سالم صاع کا ادا کرنا افضل اور اولیٰ ہے۔ البتہ جو شخص سالم صاع ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ نصف صاع بھی ادا کرسکتا ہے چونکہ آج کل صدقۃ الفطر نقدی کی صورت میں ادا کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے جماعتیں غلہ کے مقامی نرخ کے مطابق فطرانہ کی شرح مقرر کرسکتی ہیں۔ صدقۃ الفطر کی ادائیگی عید الفطر سے کم از کم پانچ روز پہلے ہو جانی چاہیئے۔ تاکہ بیواؤں اور یتیموں کی اس رقم سے طعام اور لباس کے ذریعہ بروقت امداد کی جاسکے۔

یہ رقم مقامی غرباء اور مساکین پر بھی خرچ کی جاسکتی ہے۔ لیکن جن جماعتوں میں صدقۃ الفطر کے مستحق لوگ نہ ہوں وہ ایسی تمام رقوم مرکز میں بھجوا دیں۔ یاد رہے کہ صدقۃ الفطر سے دیگر مقامی ضروریات پر خرچ کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔

قادیان کے ارد گرد غلہ کی اوسط قیمت کے مطابق ایک صاع کی قیمت دس روپے بنتی ہے۔ قادیان کے لئے یہی پوری شرح مقرر کی گئی ہے۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

مجلس انصار اللہ قادیان کا تربیتی اجلاس

۱۵؍۱؍۹۵ کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں محترم مولانا محمد عمر علی صاحب فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان کی زیر صدارت مجلس انصار اللہ قادیان کا ایک خصوصی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مکرم حافظ اسلام الدین صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ خاکسار نے عہد انصار اللہ دہرایا۔ بعدہٗ محترم مولانا شمشاد احمد صاحب ناصر مبلغ سلسلہ حال امریکہ جو دو روز قبل زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے قادیان تشریف لائے تھے نے سیر الیون، گھانا اور امریکہ میں جماعتی تبلیغی و تربیتی ایمان افروز حالات سنائے۔ اس اجلاس میں مقامی انصار و خدام حضرات کے علاوہ جلسہ سالانہ پر تشریف لائے ہوئے کثیر تعداد میں کشمیر کے احباب نے بھی شرکت فرمائی۔

(خاکسار۔ جاوید اقبال چیمہ زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ قادیان)

درخواست ہائے دُعا

○۔ مکرم مظفر احمد صاحب منڈاشی آف بھدرواہ کی والدہ محترمہ کا جموں میں پتہ کا آپریشن ہوا ہے شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے درخواست دُعا ہے۔

○۔ نسرین شاکر صاحبہ بیگم مکرم فضل احمد صاحب شاکر آف جرمنی بعارضہ قلب و شوگر سخت علیل ہیں۔

○۔ مکرم محمد حبیب اللہ صاحب گوملا آف رانچی کی بیٹیاں نوشابہ انوری اور نوشابہ سروری خاتون کی تعلیم میں کامیابی اور تمام اہل و عیال کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے۔

○۔ ظہیر الدین خان صاحب آف کرڈاپلی اپنی اور اہل و عیال کی صحت و تندرستی اور پریشانیوں کے ازالہ کے لئے درخواست دُعا کرتے ہیں (اعانت بدر ۱۰٪)۔

رمضان المبارک کا مقدس مہینہ اور ادائیگی زکوٰۃ

صاحب نصاب احباب جملہ توجہ فرمائیں

زکوٰۃ ایک شرعی فریضہ ہے۔ اور اسلام کے پانچ بنیادی ارکان میں سے ایک اہم رُکن ہے۔ اور ہر صاحب نصاب کے لئے اس کی ادائیگی نہایت ضروری ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ رمضان کے مقدس ایام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے انتہا صدقہ و خیرات فرمایا کرتے تھے۔ پس احباب جماعت کو بھی چاہیئے کہ اپنے پیارے آقا و مطاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں وہ اس مبارک اور بابرکت مہینہ میں جہاں اپنے لازمی چندہ جات کی ادائیگی کی طرف توجہ کریں۔ وہاں صاحب نصاب احباب ابھی سے اپنی زکوٰۃ کا حساب کرکے واجب الادا زکوٰۃ کی ادائیگی کی طرف توجہ فرمادیں۔

جملہ سیکرٹریان مال کو چاہیئے کہ اپنی اپنی جماعت کے صاحب نصاب احباب کو اس فریضہ کی طرف توجہ دلائیں تاکہ زکوٰۃ کی مد میں زیادہ سے زیادہ وصولی ہوسکے۔ اگر ہمارے احباب اور ہماری بہنیں پورے طور پر جائزہ لیں تو بفضلہٖ تعالیٰ اکثر گھروں سے کچھ نہ کچھ زکوٰۃ نکل سکتی ہے۔

عید فنڈ:۔ نیز سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک سے ہر کمانے والے فرد کے لئے کم از کم ایک روپیہ فی کس کی شرح سے عید فنڈ مقرر ہے۔ اس لئے احباب اس مد میں زیادہ سے زیادہ چندہ ادا کرکے عند اللہ ماجور ہوں۔ اس مد میں وصولی ہونے والی ساری رقم مرکز بھیجوا دی جانی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے جملہ احباب جماعت کو ان ضروری فریضوں کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

○۔ مکرم سید عابد حسین شاہ صاحب کیلیفورنیا امریکہ کا بیٹا شہزاد عرفان شاہ بعمر ۱۲ سال ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جانے کے سبب بڑی تکلیف میں مبتلا ہے عزیز کی شفائے کاملہ و عاجلہ اور والدین کی پریشانیوں کے ازالہ کے لئے دعا (اعانت بدر ۱۰٪ ڈالر)

○۔ مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برق مبلغ سلسلہ احمدیہ کالڑ کا منادی احمد بعمر سات ماہ کان سے اچانک خون اور پیپ نکلنے کے سبب علیل ہے۔ ڈاکٹروں نے مایوس کن رپورٹ دی ہے۔ بچہ واقف زندگی ہے مکرم مولوی صاحب اس پریشانی کی صورت حال سے شفائے کاملہ و عاجلہ کے لئے دُعا کی دردمندانہ درخواست کرتے ہیں۔

○۔ مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب مع اہلیہ اور ان کی اہلیہ محترمہ عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں کامل شفایابی کے لئے۔

○۔ مکرم خواجہ نذیر احمد صاحب ڈاراسٹور دو ماہ سے بیمار ہیں موصوف کی کامل شفایابی کے لئے درخواست دُعا ہے (اعانت ۵٪)

○۔ مکرم سید عبد المالک صاحب آف کٹک (اڑیسہ) اپنی ڈیوٹی سے گھر پر آرہے تھے راستے میں ایک موٹر کار سے ٹکر ہوگئی اور بے ہوش ہوگئے۔ موصوف کو شدید چوٹیں آئی ہیں اور کافی خون بہہ گیا ہے۔ علاج جاری ہے۔ منہ سے خون نکلتا ہے۔ کامل شفایابی کے لئے درخواست دُعا ہے۔

○۔ مکرم شری امیر احمد صاحب درویش قادیان کو شوگر کے سبب پیر کے تلوے میں زخم ہوگیا ہے اور چلنا پھرنا بھی محال ہے۔ زخم ٹھیک نہیں ہو رہا۔ قبل ازیں بھی اسی وجہ سے ایک انگوٹھا اور ایک انگلی بھی کٹوانی پڑی۔ موصوف کی کامل شفایابی کے لئے درخواست دُعا ہے۔

○۔ مکرم سید وسیم احمد صاحب سیفی بیج بہاڑہ کشمیر اپنی والدہ اور بیٹے سید سغیر احمد فراز کی صحت و سلامتی درازی عمر کیلئے درخواست دُعا کرتے ہیں (اعانت ۵٪)

○۔ مکرم مبشر احمد صاحب منڈاشی آف بھدرواہ کی والدہ کے پتہ کا آپریشن ہوا تھا ڈاکٹروں نے بتایا ہے کہ جگر میں بھی انفکشن ہے موصوفہ کی شفائے کاملہ و عاجلہ کیلئے درخواست دُعا ہے۔

اداریہ ــــ بقیہ صفحہ ۲

اور مسلم ٹیلیویژن احمدیہ کے ذریعہ پوری دنیا میں سنا گیا۔ ہندوستان میں قیام امن کی ضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے ہندوستانی احمدیوں کو ہندوستان میں قیام امن کی کوششیں تیز تر کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ پس سو سال سے جماعت احمدیہ مسلسل اس نیک کام پر اپنی تمام تر توجہ مرکوز کئے ہوئے ہے کہ کسی طرح ہندوستان کے ہندو اور مسلمانوں میں باوجود اختلاف عقائد کے مذہبی رواداری کا قیام عمل میں آسکے۔

(بشیر احمد خادم)

عیسائی پادریوں میں

طلاق کے واقعات میں ریکارڈ اضافہ

(رپورٹ: ہدایت زمانی)

رومن کیتھولک چرچ میں آج بھی پادریوں کا بطور راہب زندگی بسر کرنا پسندیدہ امر سمجھا جاتا ہے مگر چرچ آف انگلینڈ میں پادریوں میں شادی کا رواج ترقی پذیر ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ان میں طلاق کے واقعات میں ریکارڈ اضافہ ہوا ہے۔ اور ایک تحقیق کے مطابق پادریوں میں خاص کر وکرز (VICARS) میں طلاق اور علیحدگی کے واقعات اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ چرچ کے لیڈروں کو اس بارہ میں سخت تشویش لاحق ہوگئی ہے اور انہوں نے حال ہی میں فیصلہ کیا ہے کہ چرچ کے عہدیداروں کی ازدواجی راہنمائی کے لئے خصوصی مشیروں کی خدمات حاصل کی جائیں تاکہ طلاق تک نوبت نہ پہنچے۔

چرچ کی انتظامیہ نے کچھ عرصہ سے ماہرین کی ایک کمیٹی ان واقعات کا تجزیہ کرنے کے لئے مقرر کی تھی جو اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ پادریوں میں طلاق کی وجوہ زیادہ تر دوسری عورتوں سے ناجائز تعلقات، مالی پریشانیاں، ہم جنس پرستی کے رجحانات اور کام کے لمبے اوقات ہیں۔

ایک اندازہ کے مطابق آج سے ۱۰ سال قبل چرچ کے عہدیداروں میں صرف گنتی کی چند شادیاں ناکام ہوتی تھیں مگر اب برطانیہ میں ہی ہر سال یہ تعداد ۵۰ کے لگ بھگ پہنچ جاتی ہے۔ اور ان میں بیشتر ایسے واقعات ہیں جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے اخبارات کی زینت بنتے ہیں اور اس طرح چرچ کی بدنامی کا موجب ہو جاتے ہیں۔

یہ کمیٹی جلد ہی اپنی سفارشات چرچ کی انتظامیہ کے سامنے رکھے گی تاکہ ان کی روشنی میں میاں بیوی کے درمیان پیدا شدہ ازدواجی الجھنوں کو بطرز احسن حل کیا جاسکے۔

اسی موضوع پر حال ہی میں ایک کتاب بھی مارکیٹ میں آئی ہے جس میں مصنفین نے دعویٰ کیا ہے کہ چرچ کے عہدہ داروں کو ایسی رہنمائی کی سخت ضرورت ہے جو انہیں شادی کے تقاضوں اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی ذمہ داریوں سے آگاہ کر سکے۔ اس سلسلہ میں ایک تجویز یہ بھی دی گئی ہے کہ پادری بننے کے خواہشمند امیدواروں کے لئے سائیکومیٹرک ٹسٹ ہونے چاہئیں تاکہ ایسے افراد کو جو صحیح طور پر شادی کے بندھنوں کو نبھانے کے قابل نہ ہوں منتخب نہ کیا جائے۔

ان کا کہنا ہے کہ شاہی جوڑوں کی طرح پادری جوڑوں پر بھی پبلک کی نظر ہوتی ہے اور لوگ امید کرتے ہیں کہ وہ مثالی جوڑے ثابت ہوں۔ پادریوں کی شادیوں کی ناکامی کے جو واقعات گزشتہ کچھ عرصہ میں سامنے آئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ پادری چرچ کی کسی ملازمہ پر فریفتہ ہو گئے اور اس طرح ناجائز تعلقات قائم کر لئے یا پھر اپنے حلقہ میں جوان بیواؤں یا غمزدہ خوبصورت جذباتی عورتوں کو تسلی دیتے ہوئے اپنے عہدہ سے ناجائز فائدہ اٹھایا یا پھر ایسی ازدواجی الجھنوں کے شکار جوڑوں کو مشورہ دیتے ہوئے خود اپنی شادیاں برباد کر بیٹھے۔ مگر بعض پادریوں کی بیویوں نے یہ شکایت بھی کی ہے کہ ان کے خاوند چرچ کے کاموں کو گھریلو کاموں پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس طرح فیملی کے لئے ان کے پاس کوئی وقت نہیں ہوتا جس کی وجہ سے آپس میں ناراضگیوں اور بداعتمادی کا آغاز ہوتا ہے۔

مگر ان سب سے زیادہ حیران کن بات جو سامنے آئی ہے وہ پادریوں میں ہم جنس پرستی کا رجحان ہے۔ گزشتہ سال ہی برطانیہ اور آئرلینڈ میں متعدد ایسے واقعات اخباروں میں شائع ہوئے ہیں جن میں یا تو پادریوں پر ہم جنس پرستی کا الزام لگایا گیا یا پھر پادریوں نے ہم جنس پرست ہونا قبول کیا جس سے چرچ کی انتظامیہ میں ایک زلزلہ کی سی کیفیت پیدا ہوگئی۔

طلاق کے ان واقعات کی بڑھتی ہوئی رفتار پر چرچ کی انتظامیہ کو اس لئے بھی تشویش ہے کیونکہ اس کے نتیجہ میں چرچ کو متعلقہ عورتوں کی پنشن، گزارہ، رہائش اور دیگر ضروریات کے لئے بھاری رقوم خرچ کرنی پڑتی ہیں۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۲۷ جنوری تا ۲ فروری ۱۹۹۵ء صفحہ ۱۵)

جماعت احمدیہ جرمنی کی طرف سے

بوزنیا میں متاثرہ افراد کے لئے تیس ٹن امدادی سامان

فرینکفورٹ (نامہ نگار) بوزنیا میں متاثرہ افراد کی امداد کے لئے دیگر یورپین احمدی مسلم جماعتوں کی طرح جماعت جرمنی بھی سارا سال امدادی سامان اکٹھا کر کے بوزنیا پہنچاتی ہے۔ موسم سرما کے آغاز پر اس کام کو زیادہ تندہی اور محنت سے سرانجام دیا جاتا ہے۔ تاکہ سخت سردی اور برف باری کے دوران بوزنیا میں سخت حالات کا مقابلہ کرنے والے مجبور انسانوں کو کچھ نہ کچھ امداد فراہم کی جائے۔ چنانچہ امسال بھی مکرم زبیر خلیل صاحب اور مکرم طاہر اختر صاحب کی زیر نگرانی پورے جرمنی میں پھیلی ہوئی جماعتوں کے ساتھ ایک منظم پروگرام ترتیب دیا گیا جس میں جماعت جرمنی کے تمام مرد و زن نے پورا پورا تعاون کیا اور دسمبر کے آغاز تک تقریباً ۳۰ ٹن سامان فرنکفورٹ سنٹر میں اکٹھا ہو گیا جس کو لے کر دو امدادی قافلے فرنکفورٹ سے بوزنیا گئے۔

پہلا قافلہ جو دو ٹرکوں پر مشتمل تھا ۱۸ دسمبر کو فرنکفورٹ سے روانہ ہوا۔ اور امدادی سامان کی تقسیم کے بعد ۲۸ دسمبر کو فرنکفورٹ واپس پہنچ گیا۔ اس قافلہ کے لیڈر مکرم یوہانس بشیر اختر تھے جبکہ ان کے ساتھ برطانیہ کی جماعت کے مکرم ناصر احمد دین صاحب تھے جن کو اس سے قبل بھی متعدد بار جماعت برطانیہ کے قافلے کے ساتھ بوزنیا جانے کا موقعہ مل چکا ہے۔ ان کے علاوہ جن دو بوزنین افراد نے بھی قافلہ کی رہنمائی میں معاونت کی ان کے نام

(آگے مسلسل صفحہ ۲۴ پر)

FOR
DOLOO SUPREME
CTC TEA IN 100 GMS & 200 GMS POUCHES
Contact TAAS & CO.
P 48 PRINCEP STREET, CALCUTTA-700072
PHONES:- 263287, 279302.

C.K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم
جیولرز
پروپرائیٹر: سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ: خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری۔ نارتھ ناظم آباد کراچی۔
فون: ۶۲۹۴۴۳

طالب دعا۔ محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN:- LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19 A, JAWAHARLAL NAHRU ROAD
CALCUTTA-700081.

MR. RAMIZ HASANOVIC اور MR. EVELDIN ARNAUTOVIC ہیں۔ ان چاروں افراد نے بوزنیا کے تین شہروں RASTALICA - VISOKO اور HARASNICA میں پندرہ ٹن امدادی سامان کے پیکٹ تقسیم کئے۔

امدادی سامان کا دوسرا قافلہ ۴ جنوری کو فرنکفورٹ سے روانہ ہو کر ۱۶ جنوری کو واپس فرنکفورٹ پہنچا۔ اس میں مکرم مبشر اختر صاحب اور مکرم ناصر احمد دین صاحب کے ساتھ MR. VAHID SIRCO بھی شامل تھے۔ یہ قافلہ بھی ۱۵ ٹن سامان کے ساتھ دو ٹرکوں پر مشتمل تھا اور بوزنیا کے دو شہروں GRACANICA AND TUZLA میں اس سامان کو تقسیم کیا گیا۔

یاد رہے کہ امدادی سامان میں ایک پیکٹ میں ایک کلو میدہ، ایک کلو چینی، دو بند ڈبے گوشت، ۵۰۰ گرام مچھلی کا ڈبہ، ۵۰۰ گرام، کوکنگ آئیل ایک لیٹر، KETCHUP ایک بوتل، شہد ایک بوتل، اور صابن کی ٹکیہ پر مشتمل تھا۔

جماعتِ احمدیہ ناروے نے بھی ساڑھے تین ٹن سامان کے پیکٹ فرنکفورٹ بھجوائے جو جرمنی کے قافلہ کے ہمراہ بوزنیا پہنچا کر تقسیم کئے گئے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل ۲۷ جنوری تا ۲ فروری ۱۹۹۵ء صفحہ ۱۶)

کوبے (جاپان) میں لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

لنڈن ۶ فروری (ایم۔ٹی۔اے) جاپان میں زلزلے سے تباہ شدہ کوبے شہر میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ ریلیف کیمپ دن رات دکھی انسانیت کی خدمت میں مصروف ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایت کے مطابق احمدیہ ریلیف کیمپ کے ممبران خدمت میں مصروف ہیں۔ کوبے میں اس سلسلہ میں قائم دیگر کیمپوں میں احمدیہ کیمپ کی خدمات کو بہت سراہا جا رہا ہے۔ ملک کے اخبارات۔ ریڈیو اور ٹی وی اس کا باقاعدہ چرچا کر رہے ہیں۔

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے آج یہاں رمضان المبارک کے درس القرآن سے پہلے کوبے میں خدمت کرنے والے احمدی رضاکاران کی خدمت کو سراہتے ہوئے ان کی تعریف فرمائی۔ حضور نے فرمایا جائے کا سلسلہ اس کیمپ میں چوبیس گھنٹے جاری رہے۔ اسی طرح خاص طور پر گرم کھانا مہیا کیا جا رہا ہے جو کہ اس سردی کے موسم میں متاثرین زلزلہ کے لئے ایک نعمت ہے جبکہ باقی ریلیف کیمپوں میں پیک شدہ کھانا دیا جاتا ہے۔

اس بے لوث خدمت سے جاپانی لوگوں کو احمدیت کی طرف توجہ پیدا ہوئی ہے اور امید ہے کہ اس کے ذریعہ وسیع پیمانہ پر جاپان میں تبلیغِ اسلام و احمدیت کا راستہ کھلے گا۔ حضور انور نے متاثرینِ زلزلہ کی روحانی و جسمانی صحت کے لئے دعا کی۔ واضح ہو کہ ان دنوں جماعت احمدیہ کے رضاکاران بوسنیا۔ سیرالیون اور کوبے میں خصوصی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

یاد رہے کہ شہر کوبے کا یہ زلزلہ ۱۷ جنوری کو آیا تھا جس سے اس شہر کی ۲۰ فیصد آبادی بے گھر ہو گئی ہے۔ کوبے جاپان کا دوسرا بڑا بندرگاہی شہر ہے جس کی آبادی تقریباً ۱۵ لاکھ ہے۔ پانچ ہزار سے زائد افراد کی موت کی خبر ہے۔ جبکہ بچے ہوئے بے گھر لوگ سخت پریشانی کے دن بسر کر رہے ہیں۔ کئی زخمی اور مفلوک الحال گندا پانی پینے پر مجبور ہیں۔ ہر طرف گندگی۔ مکھی بھوت چیخ و پکار کے خوفناک مناظر ہیں۔ اب تک کے سرکاری ریکارڈ کے مطابق ایک لاکھ دس ہزار سات سو نرسٹھ عمارتیں تباہ ہو گئی ہیں۔ اور ۱۷ جنوری کے زلزلے کے بعد سے اب تک ایک ہزار سے زائد زلزلے کے جھٹکے یہاں محسوس کئے گئے ہیں۔ جاپان کا حالیہ زلزلہ گزشتہ دس برسوں میں دنیا کا پانچواں سب سے بڑا زلزلہ ہے۔

دوسری عالمگیر جنگ میں اس شہر پر امریکہ نے ۲۵ مرتبہ بمباری کی تھی۔ ان ہوائی حملوں میں کوبے کے ڈیڑھ لاکھ سے زائد باشندے ہلاک ہوئے تھے اور تقریباً ساڑھے پانچ لاکھ لوگ بے گھر ہو گئے تھے۔ اور اب ۱۷ جنوری کی اس قدرتی تباہی نے پھر سے اس شہر کی دوبارہ آباد کاری اور رونقوں کی بحالی پر ایک سوالیہ نشان لگا دیا ہے —— !؟

معاندینِ احمدیت اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسبِ ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

ترجمہ:- اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

عظمتِ اسلام

اسلام ہے دینِ امن و اماں۔ شوریدہ سری اسلام نہیں
ہو لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ جہاں۔ وہاں جبر کا کوئی مقام نہیں
ہے زیور جن کا خُلقِ عظیم۔ ہے جن کا خدا رحمان و رحیم
اُن ہی کے لئے ہوگی۔ ہر صبح نئی کوئی شام نہیں
اسلام ہے زینتِ ارض و سماء۔ کسی ذہن کے اندر قید نہیں
یہی ہے وہ نظامِ آفاقی۔ جو کہ مخترعہ اوہام نہیں
جو دھرم ہے سب کے لئے رحمت۔ وہ زحمت کیوں کر بننے لگا
اس دھرم کی تعلیمات بتا۔ کیا وحی نہیں الہام نہیں؟
میثاقِ ازل جس اُمّت کا "لَا تُفْسِدُوْا" ہے "فِی الْاَرْضِ" عیاں
اُس اُمّت کے فرزندوں کا۔ کیا دین سمجھنا کام نہیں؟؟
ہے "کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ" کا جس اُمّت کا الہامی لقب
اُس اُمّت کے آئین میں کہیں "شرِ تخریب" کے احکام نہیں
از صبحِ ازل تا شامِ ابد۔ اسلام کا نور ہے ضو افشاں
اُس نور کا پھونک سے بجھ سکنا۔ کیا قطعی خیالِ خام نہیں؟
مسلم کا ٹھکانہ کرۂ زمیں۔ امریکہ ہند کہ روس کہ چین
اس قلعۂ دینِ قیّم کے۔ اطراف نہیں در و بام نہیں
اسلام کا گھر ہے دماغ و دل۔ اور قول و عمل اس کا ہے ظہور
آزاد ہے یہ از ملک و وطن۔ یہ دین کہیں بھی غلام نہیں!
اسلام ہی دینِ فطرت ہے۔ اسلام ہی راہِ ہدایت ہے
باطل کے آئینوں سے اُسے الحاق نہیں ادغام نہیں!
اُدْعُوْا بِالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ تبلیغِ دین ہے حکمِ خدا
کیا حضرتِ سید ہمدانیؒ کا تو نے سنا ہے نام نہیں؟
اسلام کبھی جارح نہ بنا۔ اسلامی جنگ دفاعی ہے
غزواتِ بدر و حنین گواہ۔ کیا یہ حجّت کا اتمام نہیں؟
میثاقِ حدیبیہ سے پیارے۔ اسلام کی عظمت روشن ہے
اس دین میں من مانی کرنا۔ تعزیری ہے۔ انعام نہیں!!
"لا شرقیہ اور لا غربیہ" کا۔ نعرہ ہے بل اسلامیہ کا
الارض ہے کُلّ مسجدنا۔ اور کوئی قیدِ مقام نہیں
شوریدہ سری نے شہید کئے۔ فاروق عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ
دہشت میں خیرِ انام نہیں۔ اسلام میں شرِ انام نہیں!
اغوائے عدو یا قتلِ اسیر۔ اسلام نے ہرگز روا نہ رکھا
یہی وصف بنا ہے فتحِ مبین۔ یہ خواب نہیں، احلام نہیں
اک "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" ایمان بہ ذاتِ رسول اللہ
توحید کا رشتہ دائم ہے۔ تفریقِ خاص و عام نہیں
ہے قول مدلّل اس پہ نہ لڑ۔ ہاں چھوڑ فرع اور اصل پکڑ
تاویلِ حدیثِ قدسی سے باز آجا کہ وہ اسلام نہیں
اسلام کی ہے تفسیر یہی کہ یہ کوزہ اندر سمندر ہے
یہاں وسعتِ قلب و رواداری ممنوع نہیں ہے حرام نہیں

★ خ۔م۔کشمیری ★

साप्ताहिक 'बद्र'

क़ादियान [पंजाब]

सम्पादक :-
मुनीर अहमद ख़ादिम
उप सम्पादक :-
मुहम्मद नसीम खान
कुरैशी मुहम्मद फ़ज़लुल्लाह

हिन्दी भाग वर्ष 2 2- 16 फरवरी 1995 अंक : 5-6-7

पवित्र क़ुर्आन

'अपना धन अल्लाह की राह में ख़र्च करो'

"जो लोग अपने धन को अल्लाह की राह में ख़र्च करते हैं, फिर ख़र्च करने के बाद न तो किसी तरह का एहसान (उपकार) जताते हैं और न किसी प्रकार का दुःख ही देते हैं। उनके लिए उनके रब्ब के पास उनके (कर्मों) का बदला (सुरक्षित) है और उन्हें न तो किसी प्रकार का भय होगा और न वे चिन्तित होंगे।

अच्छी बात (कहना) और (अपराध) क्षमा करना उस दान से अच्छा है जिस के पीछे दुःख (देना प्रारम्भ कर) दिया जाए और अल्लाह बेनियाज़ और बुर्दबार (अर्थात् निःस्पृह और सहनील) है।"

(अल्-बक़र : 263-264)

"अल्लाह को याद करो"

फ़र्मान हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लल्लाहो अलैहि वसल्लम

"जो व्यक्ति अल्लाह को याद करता है वह जीवित व्यक्ति के समान है और जो अल्लाह को याद नहीं करता वह मृतक व्यक्ति के समान है।"

(बुख़ारी शरीफ़)

रमज़ान का महीना हृदय की आध्यात्मिक ज्योति के लिए बहुत अच्छा है।

(फ़र्मान हज़रत मिर्ज़ा ग़ुलाम अहमद साहिब मसीह मौऊद अ०)

सफ़ियों ने लिखा है कि यह महीना हृदय की आध्यात्मिक ज्योति के लिए बहुत ही अच्छा है। इस महीने में प्रभु की लीलाएं अधिक मात्रा में प्रकट होती हैं। नमाज़ के द्वारा आत्मा की शुद्धि और उपवास से हृदय में ज्योति उत्पन्न होती है। आत्मा की शुद्धि से यह अभिप्राय है कि वासनाओं से मुक्ति प्राप्त हो जाए और हृदय की ज्योति का अर्थ यह है कि प्रभु की लीला का द्वार इस प्रकार खुल जाए (मानव) प्रभु के दर्शन कर ले .. ..मोमिन (सच्चे मुसलमान) को चाहिए कि वह अपने व्यक्तित्व से स्वयं को अल्लाह के मार्ग में साहसी एवं धैर्यशाली प्रमाणित करे। जो व्यक्ति उपवास से वंचित रहता है, परन्तु उसके मन में यह तीव्र कामना हो कि यदि मैं स्वस्थ होता तो उपवास रखता और वंचित रहने के भाव से वह मन ही मन विलाप करता है तो ईशदूत उसके लिए उपवास रखेंगे परन्तु शर्त यह है कि वह बहाना करने वाला न हो। ऐसी अवस्था में अल्लाह तआला उसे कदापि पुन्य से वंचित नहीं रखेगा। यह एक सूक्ष्म विषय है। यदि किसी व्यक्ति पर उसकी सुस्ती के कारण) उपवास भारी लगता है और वह मन ही मन यह सोचता है कि मैं बीमार हूं और मेरा स्वास्थ ऐसा है कि यदि एक समय भोजन न करूं तो यह रोग लग जाएंगे और यह होगा, वह होगा तो ऐसा व्यक्ति जो प्रभु के वरदान को स्वयं ही अपने लिए भारी समझता हो वह कैसे इस पुण्य का अधिकारी होगा।

परन्तु वह व्यक्ति जिस का हृदय इस बात से प्रसन्न है कि रमज़ान आ गया क्योंकि मैं इसकी प्रतीक्षा कर रहा था कि यह महीना आए और मैं उपवास रखूं परन्तु फिर वह अस्वस्थ होने के कारण *उपवास नहीं रख सका तो वह आसमान पर रोज़े से वंचित नहीं है।*

(मलफ़ूज़ात : भाग 4, पृ० 257-260)

अहमदिय्या समप्रदाय के दूसरे ख़लीफ़ा

हज़रत मिर्ज़ा बशीरुद्दीन महमूद अहमद रज़ि०

इस्लाम धर्म के संस्थापक हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लल्लाहो अलैहे वसल्लम ने इस्लाम के पतन के समय एक आध्यात्मिक पुत्र के आविर्भाव की शुभ सूचना देते हुए बताया था कि वह इस्लाम के पुनरुत्थान और पवित्र क़ुर्आन के अनुष्ठान के लिए काम करेगा और उसके द्वारा धरती पर इस्लाम की आध्यात्मिक विजय होगी। आपने अपने इस आध्यात्मिक पुत्र को मसीह और महदी की संज्ञा दी और उसके सम्बन्ध में बताया कि वह विवाह करेगा और उसकी सन्तान भी होगी। इसमें इस ओर संकेत था कि यह विशेष विवाह होगा और इसके द्वारा अल्लाह तआला मसीह मौऊद को ऐसी सन्तान देगा जो उसके काम में सहायक सिद्ध होगी।

हज़रत मसीह मौऊद अलैहिस्सलाम ने हरे रंग के काग़ज पर एक विज्ञापन प्रकाशित किया जिस में इस मौऊद सुपुत्र के बारे में लिखा कि इसका नाम इल्हामी शब्दों (ईशवाणी) में 'फ़ज़ल' रखा गया है और इसका दूसरा नाम 'महमूद' और तीसरा नाम 'द्वितीय बशीर' भी है और एक इल्हाम में इसका नाम 'फ़ज़ल-ए-उमर' भी बताया गया है।

अतः हज़रत मिर्ज़ा बशीरुद्दीन महमूद अहमद ने 12 जनवरी सन् 1889 ई० को हज़रत नुसरत जहाँ बेगम के गर्भ से जन्म लिया।

हज़रत मिर्ज़ा बशीरुद्दीन महमूद अहमद साहिब ने ज़िला बोर्ड के प्राइमरी स्कूल क़ादियान में और सन् 1898 ई० में तालीमुल-इस्लाम स्कूल की स्थापना हो जाने पर उस में शिक्षा ग्रहण की। परन्तु आश्चर्य की बात है कि आपको विद्यार्थी जीवन में कभी भी पुस्तकीय शिक्षा में रुचि नहीं हुई; अतः इन्ट्रेन्स (मैट्रिक) की सरकारी परीक्षा में सफल न हो सके और आपकी भौतिक शिक्षा की यही अन्तिम सीमा है। परन्तु यह कोई आकस्मिक घटना नहीं थी अपितु विधाता की गुप्त नियति का एक महान् चमत्कार था क्योंकि बाद की घटनाओं ने बताया अल्लाह तआला स्वयं आपका शिक्षक एवं पथप्रदर्शक बनना चाहता था; अतः आपके सम्बन्ध में यदि स्कूलों और पाठशालाओं के अध्यापकों की इच्छाएं पूरी हो जाती और आप बड़ी बड़ी डिग्रियाँ भी प्राप्त कर लेते तो ख़ुदा की शिक्षा का किस प्रकार प्रदर्शन हो सकता; अतः दुनिया ने देखा कि आप आध्यात्मिक ज्ञान में ही नहीं अपितु सांसारिक शिक्षाओं में भी इस्लाम की किसी सच्चाई पर आक्षेप करने वाला चाहे वह भौतिक ज्ञान विज्ञान का कितना महान् विद्वान क्यों न हो, वह आपके सामने एक साधारण बालक की भांति दीख पड़ता और अल्लाह तआला की इस भविष्यवाणी को लोगों ने अपनी आँखों से पूरा होते हुए देखा कि "वह भौतिक एवं आध्यात्मिक ज्ञान में दक्ष किया जाएगा।"

हज़रत मसीह मौऊद अलैहिस्सलाम के जीवन में ही आपके हृदय में धर्म सेवा की भावना का उद्भव हो चुका था। फलस्वरुप जब हज़रत मसीह मौऊद अलैहिस्सलाम ने अपने जीवन के अन्तिम दिनों में अहमदी युवकों से अपील की कि वह धर्म सेवा में आगे बढ़ें तो हज़रत मिर्ज़ा बशीरुद्दीन महमूद अहमद ने तत्काल ही इस आज्ञा का पालन करते हुए एक अन्जुमन 'तश्हीज़ुल अज़हान' की स्थापना की और उसकी संरक्षता में इसी नाम से एक पत्रिका निकाली *जिसके द्वारा धर्म सेवा का काम सुचारु रुप से चलने लगा।*

हज़रत मसीह मौऊद अलैहिस्सलाम के निधन के समय आपकी आयु केवल 19 वर्ष और कुछ मास की थी परन्तु उस समय भी विरोधियों के प्रश्नों का सर्वाधिक दान्त खट्टे कर देने वाला उत्तर आप की ही क़लम से निकला था।

29 मई, सन् 1908 ई० को जब हज़रत मसीह मौऊद अलैस्सिलाम का देहावसान लाहौर में हुआ तो वहां विरोधियों का आश्चर्यजनक दृश्य देखा। उस समय आपने हज़रत मसीह मौऊद अलैहिस्लाम के सिरहाने खड़े होकर यह प्रतिज्ञा की कि :-

"यदि सारे लोग भी आप को छोड़ देंगे और मैं अकेला रह जाऊंगा तो मैं अकेला ही सारी दुनिया का मुक़ाबिला करूंगा।" और किसी विरोध और शत्रुता की परवाह नहीं करूंगा। अत आप ने अपनी प्रतिज्ञा को खूब निभाया और जीवन के अन्तिम क्षन तक कभी किसी की परवाह नहीं की और सदा इस्लाम की उन्नति एवं प्रगति के लिए प्रयत्नशील रहे।

सन् 1911 ई० के प्रारम्भ में आपने अहमदिय्या सम्प्रदाय के प्रथम उत्तराधिकारी हज़रत मौलाना नूरुद्दीन साहिब की अनुमति से धर्म प्रचार एवं सुधार और पारस्परिक सम्बन्ध एवं संगठन और सहानुभूति के उद्देश्य से "अन्सारुल्लाह" के नाम से एक संस्था की स्थापना की, जिसके सदस्यों का यह कर्त्तव्य होता था कि वह धर्म-सेवा और इस्लाम एवं अहमदिय्यत के प्रचार एवं प्रसार के लिए अपने समय का कुछ भाग अनिवार्य रुप से अर्पण करें और लोगों के लिए एक आदर्श उपस्थित करें और परस्पर प्यार और भाई-चारे का सम्बन्ध स्थापित करें।"

(बद्र 23 फरवरी, 1911 ई०)

अहमदिय्या सम्प्रदाय के बहुत से लोगों ने इस संस्था की सदस्यता स्वीकार की और इनके द्वारा प्रचार एवं प्रसार के कामों में ख़ुदा के फ़ज़ल से विशेष प्रकार की क्रान्ति आई।

सितम्बर सन् 1912 ई० में पहली बार आप मिस्र गए और फिर मक्का जाकर हज्ज किया और इस यात्रा में धर्म प्रचार के कामों में व्यस्त रहे।

(बद्र 3 अक्तूबर, 1912 ई०)

जून सन् 1913 ई० में आपने अहमदिय्या सम्प्रदाय का समाचार पत्र 'अल्फ़ज़ल' जारी किया जिसमें सम्प्रदाय के समाचारों के अतिरिक्त एक सुनिश्चित योजना के अनुसार ज्ञान वर्द्धक, ऐतिहासिक, धार्मिक एवं समाज सुधार सम्बन्धी लेख प्रकाशित होते थे और कुछ ही समय में इस समाचारपत्र ने न केवल अपनों में अपितु अन्य लोगों में भी मान्यता प्राप्त कर ली और अहमदिय्या सम्प्रदाय के प्रथम उत्तराधिकारी के निधन के पश्चात् यही समाचार-पत्र सम्प्रदाय के केन्द्र की आवाज़ बन गया।

हज़रत मसीह मौऊद अलैहिस्सलाम के देहावसान पर 27 मई, सन् 1908 ई० को जब हज़रत मौलाना नूरुद्दीन साहिब को अहमदिय्या सम्प्रदाय का प्रथम उत्तराधिकारी चुना गया तो आपके हाथ पर सर्व प्रथम हज़रत मिर्ज़ा बशीरुद्दीन महमूद अहमद ही (बैअत करके) दीक्षित हुए थे। सम्प्रदाय के प्रथम उत्तराधिकारी हज़रत मौलाना नूरुद्दीन आपको विशेष रुप से आदर एवं सम्मान की दृष्टि से देखते थे और आप पर अत्यन्त प्रसन्न थे। अपनी बीमारी के दिनों में सदा ही आपको अपने स्थान पर नमाज़ पढ़ाने के लिए नियुक्त करते थे और अपने भाषणों और ख़ुतबों में प्रायः आप की आज्ञाकारिता, धर्म-सेवा और विद्वत्ता की प्रशंसा किया करते थे तथा कई बार सांकेतिक रुप में यह भी फ़र्माया कि मेरे बाद यही अहमदिय्या सम्प्रदाय के उत्तराधिकारी होंगे।

13 मार्च, सन् 1914 ई० शुक्रवार को अहमदिय्या सम्प्रदाय के प्रथम उत्तराधिकारी हज़रत मौलाना नूरुद्दीन साहिब का देहावसान हुआ और 14 मार्च, शनिवार को तीसरे पहर अहमदिय्या सम्प्रदाय के लोग मस्जिद-ए-नूर क़ादियान में एकत्र हुए। जहाँ हज़रत नवाब मुहम्मद अली खाँ साहिब ने जो हज़रत मसीह मौऊद अलैहिस्सलाम के सहाबी और दामाद थे, हज़रत मौलाना नूरुद्दीन साहिब की वसीय्यत पढ़ कर लोगों को सुनाई और उपस्थित लोगों से निवेदन किया कि वह वसीय्यत के अनुसार किसी व्यक्ति को अपना ख़लीफ़ा चुनें। इस पर जनाब मौलाना सय्यद मुहम्मद अहसन साहिब अमरोही ने हज़रत साहिबज़ादा मिर्ज़ा बशीरुद्दीन महमूद अहमद साहिब का नाम पेश किया। सर्वप्रथम तो आपने इन्कार किया लेकिन लोगों की धारणा एवं आग्रह देख कर मौन हो गए कि अल्लाह तआला का निर्णय यही है। अतः आपने लोगों से बैअत लेकर उन्हें दीक्षित किया। इस प्रकार आप हज़रत मसीह मौऊद अलैहिस्सलाम के दूसरे ख़लीफ़ा नियुक्त हुए। आपने अहमदिय्या सम्प्रदाय की बागडोर अपने हाथों में ली और जमाअत की प्रगति एवं उन्नति के लिए जो महान् कार्य किए उनकी गणना असम्भव है। संक्षेप में कुछेक कार्यों का उल्लेख यहाँ पर किया जाता है :-

आपका एक विशेष उल्लेखनीय कार्य देश के अन्दर और बाहर विदेशों में इस्लाम के प्रचार के लिए एक सुदृढ़ संस्था का निर्माण करना है। आपने ख़िलाफ़त की गद्दी पर आरुढ़ होने के तुरन्त पश्चात् यह घोषणा की कि सर्वप्रथम कार्य इस्लाम के प्रचार का कार्य होगा।

12 अप्रैल, सन् 1914 ई० को आपके आदेशानुसार इस्लाम के प्रचार सम्बन्धी मामलों पर विचार विमर्श के लिए देश भर के अहमदी प्रतिनिधियों पर आधारित एक सलाहकार समिति नियुक्त हुई। आपने इस समिति को सम्बोधित करते हुए कहा कि "मैं चाहता हूं कि हमारे लोगों में से कुछ लोग ऐसे हों जो प्रत्येक भाषा के ज्ञाता हों ताकि हम सभी भाषाओं द्वारा सरलतापूर्वक प्रचार एवं प्रसार के काम को कर सकें।" आपने अपनी इस इच्छा को भी लोगों के सामने रखा कि "काश मैं मृत्यु के पूर्व संसार के सभी क्षेत्रों को अहमदिय्या सम्प्रदाय की प्रकाश रश्मियों से आलोकित देख लूँ और यह काम अल्लाह तआला के निकट असम्भव नहीं है।" (रिसाला- कौन है जो ख़ुदा के काम को रोक सके')

इस काम को सम्पन्न करने के लिए आपने सन् 1919 ई० में एक संस्था क़ायम की तथा मदरसा अहमदिय्या को एक आधारशिला का रुप प्रदान किया और इसकी उन्नति के लिए अनवरत प्रयत्न किए यहाँ तक कि इस मदरसा को उन्नति दे कर जामिया तक पहुंचाया। यह सभी प्रयत्न केवल इस लिए किए कि इस्लाम के प्रचार हेतु विद्वान एवं धर्मीय कर्मचारी प्रस्तुत हो सकें। फिर विदेशों में इस्लाम के लिए प्रचार के लिए केन्द्र स्थापित किए और जिस समय आपका स्वर्गवास हुआ उस समय तक 46 देशों में इस्लामी प्रचार केन्द्र स्थापित हो चुके थे जिनमें ख़ुदा तआला के फ़ज़ल से अत्यन्त धर्म निष्ठ जमाअतें क़ायम हैं।

एक महान् कार्य आपके द्वारा यह भी सम्पन्न हुआ कि आपने अनेक प्रमुख 14 भाषाओं में पवित्र क़ुर्आन का अनुवाद करवाया ताकि उन लोगों पर जो अरबी भाषा नहीं जानते अल्लाह तआला की पवित्र वाणी की महानता उनकी अपनी भाषा में प्रकट की जाए तथा अन्य जातियाँ भी पवित्र क़ुर्आन के आध्यात्मिक ज्ञान से अवगत हो सके।

अहमदिय्या सम्प्रदायका मूल उद्देश्य यह है कि हज़रत मोहम्मद मुस्तफ़ा सल्लल्लाहो अलैहे वसल्लम की शिक्षाओं को फैलाया जाए और उस पर चल कर आध्यात्मिकता के सर्वश्रेष्ठ स्थान तक मानव को पहुँचाया जाए। इसलिए सम्प्रदाय ने जहाँ-जहाँ अपने प्रचार केन्द्र खोले और इस सम्प्रदाय में लोग शामिल होने शुरु हुए वहाँ-वहाँ आपने मस्जिदों के निर्माण की ओर भी विशेष रुप से ध्यान दिया क्योंकि मस्जिदें धार्मिक शिक्षाओं के लिए पाठशालाओं और स्कूलों का काम देती हैं और शिक्षा-दीक्षा और समाज सुधार के लिए मस्जिदों का होना अत्यन्त आवश्यक है। अतः सम्प्रदाय के दूसरे ख़लीफ़ा हज़रत मिर्ज़ा बशीरुद्दीन महमूद अहमद साहिब ने इस ओर विशेष ध्यान दिया। फल स्वरुप आपके समय में विदेशों में अनेक मस्जिदों का निर्माण हुआ।

आप 52 वर्ष तक ख़िलाफ़त की गद्दी पर आरुढ़ रहे। आपने अपने इस ख़िलाफ़त के समय में अनेक आश्चर्यजनक काम किए। राजनैतिक समस्याओं में आपने मुसलमानों का पथ प्रदर्शन किया और उनको सही रास्ता दिखाया।

बब्बल प्रैस, क़ादियान

प्रिन्टर व पब्लिशर मुनीर अहमद हाफ़िज़ाबादी क़ादियान